بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

دسمبر ۱۹۶۲ء ـــــ رجب ۱۳۸۲ھ

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

اعزازی اراکین ادارہ	سالانہ بدل اشتراک
محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب	پاکستان و بھارت ـــ چھ روپے
" قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری	دیگر ممالک ـــ تیرہ شلنگ
" شیخ مبارک احمد صاحب آف نیروبی	فی پرچہ ـــ دس آنے صرف
" مولانا محمد سلیم صاحب آف کلکتہ	بدل اشتراک بنام مینیجر الفرقان پیشگی آنا چاہیے

جلد ۱۲ — شمارہ ۱۲ — رجب المرجب ۱۳۸۲ھ — دسمبر ۱۹۶۲ء

فہرست مندرجات

		ٹائیٹل صفحہ ۲
جناب مودودی صاحب نے "جواب" دیدیا — "پاکستان کے مالک کی آمد (عیسائی صاحبان کے لئے لمحۂ فکریہ)	ایڈیٹر	صفحہ ۳
شذرات	"	صفحہ ۵
فتنۂ تکفیر اور اس کا اصل علاج	"	صفحہ ۷
رفع عیسٰی — فتویٰ شیخ الازہر	جناب شیخ الازہر — الاستاذ محمود شلتوت المحترم	صفحہ ۹
حضرت عیسٰیؑ کے رفع کی حقیقت — (شیخ الازہر کے عربی فتویٰ کا اردو ترجمہ)	ابوالعطاء جالندھری	صفحہ ۱۷
ایڈیٹر کی ڈاک	مکاتیب احباب	صفحہ ۲۲
تبصرہ رسالہ "ایلیا" پر ایک نظر	جناب شیخ عبد القادر صاحب لائلپوری	صفحہ ۲۵
ایک نہایت عمدہ تجویز	جناب فضل الدین صاحب طارق	صفحہ ۳۰
وصلِ حبیب (نظم)	جناب رشید احمد صاحب رشید قیصرانی	صفحہ ۳۱
حضرت عیسٰیؑ کے خدا کی طرف اٹھائے جانے کی تفسیر	جناب مولوی اسد اللہ صاحب الکاشمیری	صفحہ ۳۳
کیا وفات یافتہ ہماری باتیں سنتے ہیں ؟	جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل	صفحہ ۳۹
قرآن کریم حفظ کرنے کی ضرورت	مرسلہ جناب قریشی محمد حنیف صاحب	صفحہ ۴۱
مدیر المنبر کے صریح افتراء کا جواب	ایڈیٹر	صفحہ ۴۳
الفرقان کے معاونین	مینیجر	صفحہ ۴۵

درویشان قادیان نمبر

الفرقان کے اس خاص نمبر کے لئے قریباً سارا مواد، حقائق و واقعات، اعداد و شمار مصدقہ طور پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر نگرانی مرتب ہو کر پہنچ چکا ہے۔ صرف چند امور تشنۂ تکمیل ہیں۔ انشاء اللہ العزیز بہت جلد یہ شاندار نمبر اپنے تبلیغی اور تربیتی مقاصد کو پورا کرتا ہوا منصۂ شہود پر آ جائے گا۔ قارئین کرام انتظار فرمائیں !

(ایڈیٹر)

اداریہ

"تاکستان کے مالک" کی آمد!

انجیل سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر واضح دلیل

عیسائی صاحبان کے لئے لمحۂ فکریہ

حضرت مسیحؑ نے فرمایا :-

"ایک اور تمثیل سنو - ایک گھر کا مالک تھا جس نے تاکستان لگایا اور اس کے چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دیکر پردیس چلا گیا ..... اور جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا - اور باغبانوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا - پھر اس نے اَور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا - آخر اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے - جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے آؤ اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کر لیں اور اسے پکڑ کر تاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا - پس جب تاکستان کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کے ساتھ کیا کریگا ؟ انہوں نے اس سے کہا ان بدکاروں کو بُری طرح ہلاک کریگا اور تاکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اس کو پھل دیں - یسوع نے ان سے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا - یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے - اسلئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائے گی اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالیگا" (متی ۲۱/۳۳-۴۴)

انجیل کی یہ تمثیل متی کے علاوہ مرقس ۱۲/۱-۱۲ اور لوقا ۲۰/۹-۱۸ میں بھی معمولی فرق کے ساتھ مذکور ہے - اس تمثیل میں حضرت مسیحؑ نے نہایت لطیف پیرائے میں اس دنیا کو تاکستان قرار دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے - مسیحؑ بنی اسرائیل کو آسمانی بادشاہت قائم کرنے کے ٹھیکہ دار قرار دیتے ہیں - تمثیل میں انبیاء

علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کے کارندے اور روحانی بادشاہت کے محافظ و نگران ٹھہرایا گیا ہے جو اس لئے مبعوث ہوتے رہے کہ انسانی قلوب میں کشتِ روحانیت کو بارآور کریں اور روحانی پھل اپنے آقا' تاکستان کے حقیقی مالک کے حضور پیش کریں۔ تمثیل میں وہ سلوک بھی مذکور ہے جو بنی اسرائیل نبیوں سے کرتے رہے۔ بنی اسرائیل میں آخری مصلح کے طور پر حضرت مسیحؑ خود آئے جو اللہ تعالیٰ کے خاص برگزیدہ تھے۔ بنی اسرائیل ان سے بھی وہی سلوک کرنے والے تھے جو سابق انبیاء سے کرتے رہے ہیں۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟ حضرت مسیحؑ نے تمثیل میں خبر دی ہے کہ پھر خود تاکستان کا مالک آئے گا اور وہ بنی اسرائیل سے آسمانی بادشاہت کو لیکر اسے دوسری قوم یعنی بنی اسمٰعیل کے سپرد کر دیگا۔ تاکستان کے مالک کی یہ مجازی آمد جلالی ہوگی' اس کے دشمن پیس ڈالے جائیں گے اور اس کے بدخواہ برباد ہوں گے۔ گویا پھر نیا سلسلہ اور نئے رنگ میں آسمانی بادشاہت کا قیام ہوگا۔ لوگوں کی نظر میں یہ عجیب ہوگا مگر خداوند کی طرف سے ایسا ہی ہوگا۔

اس تمثیل کو پیش کرتے ہوئے ہم عیسائی صاحبان سے درخواست کرتے ہیں کہ بے شک اس تمثیل میں مجاز اور استعارے بھی ہیں مگر مندرجہ ذیل باتیں تو بالکل واضح اور عیاں ہیں:۔

اوّل یہ کہ مسیحؑ کی آمد کے بعد خود تاکستان کے مالک کی آمد ہوگی۔ مسیحؑ کی آمد اگر مجازاً بیٹے کی آمد ہے تو آنے والے عظیم الشان موعود کی آمد کو مجازاً باپ کی آمد قرار دیا جائے گا۔ بہرحال مسیحؑ کے بعد خود مسیحؑ کے دوبارہ آنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا بلکہ ان کے بعد دوسرے بزرگ موعود کی آمد کا انتظار کرنا چاہیئے لہٰذا مسیحؑ کی انتظار ہرگز درست نہیں۔

دوم یہ کہ دوسرے بزرگ موعود کی بعثت کی علامت یہ مقرر ہے کہ وہ آسمانی بادشاہی بنی اسرائیل سے لے کر بنی اسمٰعیل کو دینے والا ہے۔ گویا ایک نیا سلسلہ اور ایک نیا روحانی نظام قائم ہوگا اور خدا کی بادشاہت آسمان و زمین میں قائم ہو جائے گی اور یسبّح للّٰہ ما فی السّمٰوٰت وما فی الارض کے مطابق زمین آسمان خدا کی تسبیح و تحمید سے بھر جائے گی۔

سوم یہ کہ موعودہ بعثت جلالی ہوگی۔ اس میں دشمن زیر کئے جائیں گے اور مقابلہ کرنے والے مغلوب ہوں گے۔

اب عیسائی صاحبان غور فرمائیں کہ جب انکے عقیدہ کے مطابق بنی اسرائیل نے حضرت مسیحؑ کو واقعی طور پر بھی قتل کر دیا تھا تو کیا اس کے بعد تاکستان کا مالک آیا ہے یا نہیں؟ اگر اس قتل پر دو ہزار برس گزرنے کے باوجود تاکستان کا مالک نہیں آیا اور اس نے شریر ٹھیکہ داروں کو سزا نہیں دی اور باغ ان سے لے کر دوسروں کے سپرد نہیں کیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کا بیان سراسر غلط تھا اور وہ صادق نہ تھے۔ ان کی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور یہودی اپنے قول و عمل میں سچے ٹھہرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ فی الواقع مسیحؑ کے بعد تاکستان کے مالک کا ظہور ہو چکا ہے اور اس نے خدائی بادشاہت کا ٹھیکہ بنی اسرائیل سے لیکر بنی اسمٰعیل کو

شذرات

مسیحی لڑکیوں سے مسلمانوں کی شادی

ایڈیٹر صاحب "مسیحی خادم" گوجرانوالہ لکھتے ہیں:-

"اگر کوئی مسیحی لڑکی کسی مسلمان سے شادی کرے تو اس کو جائز سمجھا جاتا ہے لیکن اگر حالات برعکس ہوں تو کوئی مسلم اس انتظام کو برداشت نہیں کرے گا بلکہ اس مسیحی نوجوان کو ہر ممکن خطرات سے دوچار ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ کیا یہ مذہبی رواداری ہے؟ کیا یہ جمہوریت ہے؟" (اگست ۱۹۶۲ء صفحہ ۷)

جواباً گذارش ہے کہ نکاح ایک شرعی معاملہ ہے اس کا جمہوریت سے کیا تعلق ہے؟ مذہبی رواداری کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا کیونکہ کوئی مومن شخص اپنے یا اپنے بچوں بچیوں کے دین اور تمدن کو تباہ کرکے قرآنی حکم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے روادار بننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ سوال معقول ہے کہ مسلمان کیلئے مسیحی لڑکی سے شادی کرنا کیوں جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید نے مومنہ عورت کے میسر نہ آنے کی صورت میں دوسرے درجہ پر اہل کتاب نیک عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے لہذا یہ جائز ہے اور جناب پولوس نے مسیحی عورتوں کے لئے خود لکھا ہے کہ:-

"جس عورت کا شوہر بے ایمان نہ ہو اور اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو تو وہ شوہر کو نہ چھوڑے کیونکہ جو شوہر با ایمان نہیں وہ بیوی کے سبب پاک ٹھہرے گا" (۱-کرنتھیوں ۷ : ۱۳-۱۴)

یاد رہے کہ درجہ دوم کے جواز کے باوجود دین سے ناواقف مسلمان نوجوان کا کسی مسیحی لڑکی سے شادی کرنا خطرے سے خالی نہیں کیونکہ اس سے کئی نوجوان ارتداد کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اسلئے احتیاط ہی بہتر ہے۔

بہائیت میں دوسری بیوی

جناب بہاء اللہ نے حکم دیا تھا: "ایاکم ان تجاوزوا عن الاثنتین" (الاقدس صفحہ ۱۲۰) کہ تم لوگ دو بیویوں سے زیادہ مت کرو۔ (خود جناب بہاء اللہ کی تین بیویاں تھیں) گویا دو بیویوں کی بہائیت میں اجازت ہے لیکن بہاء اللہ کے جانشین عبد البہاء نے یورپ و امریکہ سے متاثر ہو کر اعلان کر دیا کہ بہائیت میں صرف ایک بیوی کی اجازت ہے۔ گذشتہ دنوں لائل پور کے بعض بہائی ہم سے ملے۔ ان کا اصرار تھا کہ ان کے لیڈروں نے بتایا ہے کہ آج بھی بہائی ازم میں عدل کی شرط سے دو بیویوں سے نکاح جائز ہے۔ ان کے کہنے پر ہم نے تحریری سوال بھی لکھ دیا۔ وہ وعدہ کر گئے تھے کہ اثبات میں تحریری

جواب بھجوائیں گے۔ یہ سوال الفرقان جولائی ۱۹۶۲ء میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ اب بہائی میگزین میں بہائیوں نے اپنے تازہ عقائد میں لکھا ہے کہ:۔

"ایک وقت میں ایک بیوی سے زیادہ
جائز نہیں سمجھتے۔"

گویا یہ جناب بہاء اللہ کے حکم ایاکم ان تجاوزوا عن الاثنتین کو منسوخ ہی سمجھا جا رہا ہے۔

معلّمین اور اُستادوں کے لئے مژدہ

بابیوں اور بہائیوں کو جو جدتیں سوجھی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ "معلّمین کو شاگردوں کی میراث میں سے حصّہ ملنا چاہیئے"۔ اگرچہ اس حصّہ کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تاہم اساتذہ کو خوشخبری ہے کہ ان کی جائدادیں اب ان کا بھی حصّہ ہوگا۔ آج کے زمانہ میں جب کالجوں اور سکولوں میں دُور و نزدیک کے صدہا شاگرد ہر سال بن جاتے ہیں استادوں کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں۔ وہ رجسٹروں میں اپنے شاگردوں کے پتے لکھ لیں اور ریتہ کرتے رہیں کہ کب کوئی شاگرد مرتا ہے جھٹ اس کے ورثہ میں سے حصّہ لینے کے لئے حاضر ہو جائیں۔ "ایجاد بندہ" خوب ہے۔

نبیوں والا نسخۂ شفا اور پیغمبرانہ عزم و عزیمت!

(الف) مدیر "المنیر" لائل پور لکھتے ہیں:۔

"ہمارے دل خدا کے خوف سے خالی ہو چکے ہیں۔ ہمارے اذہان خدائے ذوالجلال کے تصوّر سے تہی ہیں اور ہم ایمان و یقین کی دولت سے محروم کر دیئے گئے ہیں ..... اس کے لئے نسخۂ شفا وہی ہے جسے خدا کے ہر نبی نے انسانوں کے بگاڑ کی اصلاح کے لئے استعمال کیا اور یہ نسخہ ہے ایک ایک فرد کو تجدید ایمان کی دعوت، خدا کی صفات کا مؤثر تعارف، آخرت کی اہمیت اور اس پر یقین کی دلنشین تلقین اور عملاً ایک ایسا نمونہ مہیا کرنا جسے دیکھ کر اس بات کا یقین پیدا ہو جائے کہ واقعی خدا ہے اور آخرت آنے والی ہے۔"

(المنبر ۱۷ نومبر ۱۹۶۲ء)

(ب) جناب مدیر صاحب صدق جدید لکھنؤ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"امّت کی موجودہ بے عملی اور مشرکانہ جاہلی رسموں میں گرفتاری بالکل مسلّم ہے۔ یہ عام مشاہدہ کی چیزیں ہیں لیکن اس سے نجات دلانا کس کے بس کی بات ہے۔ کایا پلٹ کے لئے تو پیغمبرانہ عزم و عزیمت کی ضرورت ہے۔"

(صدق جدید ۵ راکتوبر ۱۹۶۲ء)

الفرقان:۔ یہ بھی تو بتلایئے کہ بغیر نبی کے وہ نسخۂ شفا کس طرح استعمال ہو اور بغیر پیغمبر کے "پیغمبرانہ عزم و عزیمت" کس طرح پیدا ہو؟

علماء کے لئے لمحۂ فکریہ

فتنۂ تکفیر اور اس کا اصل علاج!

ٹھیک پون صدی بیشتر کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے ۱۳۰۸ھ میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والے مولویوں ظلم سے تنگ آکر اعلان فرمایا تھا کہ:۔

"اے بزرگو! اے مولویو! اے قوم کے منتخب لوگو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ غیظ اور غضب میں آکر حد سے مت بڑھو۔ میری اس کتاب (ازالہ اوہام) کے دونوں حصوں کو غور سے پڑھو کہ ان میں نور اور ہدایت ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زبانوں کو تکفیر سے تھام لو۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ فاتقوا اللہ ولا تقولوا لست مسلماً واتقوا الملک الذی الیہ ترجعون۔" (ازالہ اوہام حصہ ۲)

علماء نے اپنے جوش میں اس پُر درد آواز پر کان نہ دھرا۔ وہ تکفیر کی آگ پر تیل ڈالتے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی کمزور جماعت کو اپنے فتووں کے تیروں سے چھلنی کرتے رہے مگر آسمانوں پر ایک زندہ خدا ہے جو مظلوم کا حامی ہے اسکی لاٹھی میں آواز نہ ہو مگر وہ کبھی خطا نہیں جاتی۔

ہُوا یوں کہ آخر فتنۂ تکفیر کی اس آگ کے شعلے خود ان لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے آئے جو مظلوموں کے خلاف ناجائز طور پر اس آگ کے بھڑکانے والے تھے بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہُوا کہ بعض ظالم مولویوں نے پرانے وفات یافتہ صلحاء مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت سید احمد صاحب بریلوی، حضرت سید محمد اسمٰعیل صاحب شہید اور حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہم اللہ کو بھی اپنے کفر کے تیروں کا نشانہ بنا لیا۔ اور گزشتہ چند ماہ سے یہ آگ پاکستان میں ایسا خوفناک اور دلآزار رنگ اختیار کر چکی ہے کہ اپنے اور بیگانے چیخ اُٹھے ہیں اور حکومت سے فوری طور پر مداخلت کے لئے درخواست کی جا رہی ہے۔

ہفت روزہ شہاب لاہور لکھتا ہے:۔

"ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ دوسرے فرقوں کے رہنماؤں کے نام لے کر تکفیر بازی، منافرت خیزی اور اشتعال انگیزی پر پابندیاں لگائی جائیں بخصوصاً گالی دینا فوجداری جرم قرار دیا جائے۔ ویسے موجودہ مسئلہ تکفیر بھی کوئی تازہ نہیں بلکہ کم و بیش ستر برس پُرانا ہے۔" (۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

ہفت روزہ المنبر لائلپور اس سلسلہ میں لکھتا ہے کہ:۔

"یہ خالصتاً فتنہ ہے اور اب اسے بند ہونا چاہیئے"۔
مدیر صاحب المنبر ارباب اختیار سے ایک گزارش کرتے ہیں کہ تکفیر کرنیوالے مولویوں وغیرہم کو ایک ہفتے کا نوٹس دیا جائے کہ اس کاروبار کی صف کو لپیٹ لیں"۔ (المنبر ۲ دسمبر ۱۹۶۲ء)

بلاشبہ پاکستان کے تمام شرفاء اور خود ارکانِ حکومت ان تکفیر باز علماء سے نالاں ہیں مگر سوال تو یہ ہے کہ اس فتنہ کا اصل علاج کیا ہے؟ ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:۔

"نئی انارکلی لاہور میں سیرت کمیٹی کے زیرِ اہتمام سالانہ اجتماعات منعقد ہوئے۔ پہلے دن کے اجلاس کی صدارت مولانا محمد طفیل صاحب نے فرمائی۔ مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے پُرجوش تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ملک کا قانون یہ ہے کہ کسی مذہب کے اکابرین کو بُرا بھلا نہ کہا جائے۔ جب ہم حضور سرورِ کائنات کی ختم نبوت اور صحابۂ کرامؓ کی طہارت پیش کرتے ہیں تو ہمیں حکومت کی طرف سے نوٹس مل جاتا ہے کہ اپنا مسلک تو بیان کر سکتے ہو مگر کسی کے اکابر کو بُرا بھلا نہیں کہہ سکتے۔ آپ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا جو قانون مرزا غلام احمد قادیانی اور شیعہ مذہب کے اکابرین کو زیرِ بحث لانے پر حرکت میں آجاتا ہے وہ اس وقت کیوں خاموش ہو جاتا ہے جب اکابرین دیوبند کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ آپ نے حکومت سے اپیل کی کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس کفر سازی کو بند کرے"۔
(اخبار دعوت لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۶۲ء)

قارئین کرام غور فرماویں کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں میں ان لوگوں کا یہ انداز ہے۔ یہ مکفر مولوی صاحبان چاہتے ہیں کہ خود تو تکفیر کے ہتھیاروں سے مسلح رہیں۔ جماعت احمدیہ کے پیشوا کو بُرا بھلا کہتے رہیں، شیعہ صاحبان کے اکابر کو بھی بُرا بھلا کہتے رہیں لیکن ان کے اکابر کو کوئی بُرا بھلا نہ کہے حالانکہ یہی ان کی بھول ہے۔ اس فتنہ تکفیر کا اصل علاج یہ ہے کہ کسی قوم اور فرقہ کے اکابر کو بھی بُرا بھلا کہنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیا علماء اس بات کے لئے تیار ہیں کہ وہ بھی دوسرے فرقوں کے اکابر کو گالیاں نہ دیں، بُرا بھلا نہ کہیں، انہیں کافر اور بے دین نہ ٹھہرائیں؟ اگر یہ علماء اس کیلئے تیار ہو جائیں تو آج ہی یہ فتنہ رُک سکتا ہے۔ اے کاش کہ یہ لوگ ۱۳۰۰ ہجری کی دردمندانہ دعوت پر یہی اصول کو اپنا لیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ خیر اب بھی وقت ہے۔

ہمارے نزدیک اس بارے میں دہلی کے اخبار "دعوت" کا یہ بیان معقول ہے کہ:۔

"جو شخص بھی دین کے بنیادی ارکان کا قائل ہو اور اپنے آپکو مسلمان کہتا ہو اسے انشراح صدر کے ساتھ مسلمان سمجھیں اور ہر فرقہ کو اسی اصول کی تلقین کریں"۔
(بحوالہ صدق جدید ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء)

پس جب تک کامل اتحاد نہ ہو سکے اس اصول کو اختیار کر کے فتنۂ تکفیر کو فرو کیا جا سکتا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ بلا امتیاز ہر فرقہ کے اکابر کی عزت کی حفاظت کرے اور انہیں بُرا بھلا کہنے والوں کو سزا دے اور ایسا ہی بغیر کسی رو رعایت کے ہر شخص کو جو بنیادی ایمانیات کو مانتا ہے اور اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے ظاہری نظام اور دنیوی قانون میں مسلمان قرار دے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو مستحقِ سزا ٹھہرایا جائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

الفتوى القرآنية الجلية

بموت عيسى عليه و على نبينا السلام والتحية

شيخ الازهر شيخ الاسلام مفتي الديار المصرية

العلامة الاستاذ محمود شلتوت

يعلن بأن القرآن يقول بموت عيسى عليه السلام

وهاكم نص فتواه في الصفحات الآتية :

فتوى شيخ الازهر شيخ الاسلام بمصر

رفع عيسى

ورد إلى مشيخة الأزهر الجليلة من حضرة عبدالكريم خان بالقيادة العامة لجيوش الشرق الأوسط سوال جاء فيه :

هل (عيسى) حى أو ميت فى نظر القرآن الكريم و السنة المطهرة ؟ وما حكم المسلم الذى ينكر انه حى ؟ و ما حكم من لايؤمن به اذا فرض أنه عاد إلى الدنيا مرة أخرى ؟

و قد حول هذا السؤال الينا فأجبنا بالفتوى التالية التى نشرتها مجلة الرسالة فى سنتها العاشرة بالعدد ٤٦٢ .

القرآن الكريم و نهاية عيسى :

أما بعد ، فان القرآن الكريم قد عرض لعيسى عليه السلام فيما يتصل بنهاية شأنه مع قومه فى ثلاث سور :

(١) فى سورة آل عمران قوله تعالى "فلما أحس عيسى منهم الكفر قال : من انصارى إلى الله قال الحواريون نحن أنصار الله آمنا بالله و اشهد بأنا مسلمون . ربنا آمنا بما أنزلت و اتبعنا الرسول فاكتبنا مع الشاهدين . و مكروا و مكرالله والله خير الماكرين . إذ قال الله يا عيسى إنى متوفيك و رافعك إلى و مطهرك من الذين كفروا ، و جاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة ، ثم إلى مرجعكم فأحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون" ٥٢—٥٥ .

(٢) و فى سورة النساء قوله تعالى : "و قولهم إنا قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله ، و ما قتلوه و ما صلبوه ، و لكن شبه لهم ، و ان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ، مالهم به من علم الا اتباع الظن ، و ما قتلوه يقيناً

بل رفعه الله إليه ، و كان الله عزيزاً حكيما ،، ١٥٧—١٥٨ .

(٣) و فى سورة المائدة قوله تعالى : ،، و اذ قال الله يا عيسى بن مريم ، أ أنت قلت للناس اتخذونى و آمى إلهين من دون الله ؟ قال سبحانك ، ما يكون لى أن أقول ما ليس لى بحق ، ان كنت قلته فقد علمته ، تعلم ما فى نفسى و لا أعلم ما فى نفسك ، إنك أنت علام الغيوب . ما قلت لهم إلا ما أمرتنى به : أن اعبدوا الله ربى و ربكم ، و كنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم ، فلما توفيتنى كنت أنت الرقيب عليهم و أنت على كل شيئ شهيد ،، ١١٦—١١٧ .

هذه هى الآيات التى عرض القرآن فيها لنهاية شأن عيسى مع قومه .

و الآية الأخيرة (آية المائدة) تذكرلنا شأنا أخرويا يتعلق بعبادة قومه له و لأمه فى الدنيا و قد سأله الله عنها . و هى تقرر على لسان عيسى عليه السلام أنه لم يقل لهم إلا ما أمره الله به : (اعبدوا الله ربى و ربكم) و أنه كان شهيدا عليهم مدة إقامته بينهم و أنه لايعلم ما حدث منهم بعد أن (توفاه الله).

معنى التوفى :

و كلمة (توفى) قد وردت فى القرآن كثيرا بمعنى الموت حتى صار هذا المعنى هو الغالب عليها المتبادر منها و لم تستعمل فى غير هذا المعنى إلا و بجانبها ما يصرفها عن هذا المعنى المتبادر : ،،قل يتوفاكم ملك الموت الذى و كل بكم (١) ،، ان الذين توفاهم الملئكة ظالمى أنفسهم ،، (٢) ،، و لو ترى إذ يتوفى الذين كفروا الملئكة ،، (٣) توفته رسلنا . ومنكم من يتوفى . حتى يتوفاهن الموت . توفنى مسلما و ألحقنى بالصالحين ،، .

و من حق كلمة ،، توفيتنى ،، فى الآية أن تحمل هذا المعنى المتبادر و هو الاماتة العادية التى يعرفها الناس و يدركها من اللفظ و السياق الناطقون بالضاد . و إذن فالآية لو لم يتصل بها غيرها فى تقرير نهاية عيسى مع قومه لما كان هنالك مبرر للقول بأن عيسى حى لم يمت .

ولاسبيل الى القول بأن الوفاة هنا مرادها وفاة عيسى بعد نزوله من

(١) الاية ١١ من السجدة. (٢) الاية ٩٧ من سورة النساء. (٣) الاية ٥٠ من سورة الانفال.

السماء بناءعلى زعم من يرى أنه حي فى السماء ، و أنه سينزل منها آخرالزمان ، لأن الاية ظاهرة فى تحديد علاقته بقومه هو ، لا بالقوم الذين يكونون فى آخرالزمان وهم قوم محمد باتفاق ، لاقوم عيسى .

معنى ’’رفعه الله اليه،، : وهل هو الى السماء ؟

أما آية النساء فانها تقول ,,بل رفعه الله اليه،، وقد فسرها بعض المفسرين بل جمهورهم بالرفع إلى السماء. و يقولون : ان الله ألقى على غيره شبهه . و رفعه بجسده إلى السماء فهو حي فيها و سينزل منها آخرالزمان ، فيقتل الخنزير و يكسرالصليب ، و يعتمدون فى ذلك :

أولا : على روايات تفيد نزول عيسى بعد الدجال ، وهى روايات مضطربة مختلفة فى الفاظها و معانيها اختلافا لامجال معه للجمع بينهما ، و قدنص على ذلك علماء الحديث وهى فوق ذلك من رواية وهب بن منبه و كعب الأحبار و هما من أهل الكتاب الذين اعتنقوا الاسلام وقد عرفت درجتهما فى الحديث عندعلماء الجرح و التعديل :

ثانياً : على حديث مروى عن أبي هريرة اقتصر فيه على الاخبار بنزول عيسى و إذا صح هذا الحديث فهو حديث آحاد ـ وقد أجمع العلماء على أن أحاديث الآحاد لاتفيد عقيدة ولا يصح الاعتماد عليها فى شأن المغيبات :

ثالثاً : على ماجاء فى حديث المعراج من أن محمدا صلى‌الله عليه وسلم حينما صعد إلى السماء وأخذ يستفتحها واحدة بعد واحدة فتفتح له و يدخل ، رأى عيسى عليه‌السلام هو و ابن خالته يحيى فى السماء الثانية ـ و يكفينا فى توهين هذا المستند ماقرره كثير من شراح الحديث فى شأن المعراج و فى شأن اجتماع محمد صلى الله عليه وسلم بالانبياء ، و انه كان اجتماعا روحيا لاجسمانيا (انظرفتح البارى و زادالمعاد وغيرهما).

و من الطريف أنهم يستدلون على أن معنى الرفع فى الاية هو رفع عيسى بجسده الى السماء بحديث المعراج بينما ترى فريقا منهم يستدل على أن اجتماع محمد بعيسى فى المعراج كان اجتماعا جسديا بقوله تعالى ’’ بل رفعه الله إليه ،، هكذا يتخذون الآية دليلا على ما يفهمونه من الحديث حين يكونون

فى تفسير الحديث، و يتخذون الحديث دليلا على ما يفهمونه من الآية حين يكونون فى تفسير الآية .

الرفع فى آية آل عمران :

ونحن إذا رجعنا إلى قوله تعالى : " إنى متوفيك و رافعك إلى "، فى آيات آل عمران مع قوله " بل رفع الله إليه"، فى آيات النساء وجدنا الثانية اخباراً عن تحقيق الوعد الذى تضمنته الأولى ، و قد كان هذا الوعد بالتوفية و الرفع والتطهير من الذين كفروا ، فاذا كانت الآية الثانية قد جاءت خالية من التوفية و التطهير ، و اقتصرت على ذكر الرفع إلى الله فانه يجب أن يلاحظ فيها ماذكر فى الأولى جمعا بين الآيتين .

و المعنى أن الله توفى عيسى و رفعه اليه و طهره من الذين كفروا .

وقد فسر الألوسى قوله تعالى "انى متوفيك"، بوجوه منها—وهو أظهرها —انى مستوفى أجلك ومميتك حتف أنفك لاأسلط عليك من يقتلك ، وهو كناية عن عصمته من الأعداء وماهم بصدده من الفتك به عليه السلام لأنه يلزم من استيفاء الله أجله وموته حتف أنفه ذلك .

وظاهر أن الرفع الذى يكون بعد التوفية هو رفع المكانة لارفع الجسد خصوصا وقد جاء بجانبه قوله : (ومطهرك من الذين كفروا) مما يدل على أن الامر أمر تشريف و تكريم .

وقد جاء الرفع فى القرآن كثيرا بهذا المعنى: فى بيوت أذن الله أن ترفع . نرفع درجات من نشاء . ورفعنا لك ذكرك . ورفعناه مكاناً علياً . يرفع الله الذين آمنوا الخ .

واذن فالتعبير بقوله (ورافعك الى) وقوله (بل رفعه الله اليه) كالتعبير فى قولهم لحق فلان بالرفيق الاعلى' وفى (ان الله معنا) و فى (عند مليك مقتدر) وكلها لايفهم منها سوى معنى الرعاية والحفظ و الدخول فى الكنف المقدس . فمن أين تؤخذ كلمة السماء من كلمة (اليه) ؟ اللهم ان هذا لظلم للتعبير القرآنى الواضح

خضوعا لقصص و روايات لم يقم على الظن بها—فضلا عن اليقين برهان و لاشبه برهان !

الفهم المتبادر من الايات :

و بعد فما عيسى الا رسول قدخلت من قبله الرسل، ناصبه قومه العداء ، و ظهرت على وجوههم بوادر الشر بالنسبة اليه ، فالتجأ الى الله شان الانبياء والمرسلين فأنقذه الله بعزته وحكمته وخيب مكر أعدائه . وهذا هو ما تضمنته الايات (فلماأحس عيسى منهم الكفر قال من أنصارى الى الله) الى آخرها ، بين الله فيها قوة مكره بالنسبة الى مكرهم ، و أن مكرهم فى اغتيال عيسى قد ضاع أمام مكر الله فى حفظه وعصمته اذ قال (يا عيسى انى متوفيك ورافعك الى ومطهرك من الذين كفروا) فهو يبشره بانجائه من مكرهم وردكيدهم فى نحورهم وأنه سيتوفى أجله حتى يموت حتف أنفه من غير قتل ولا صلب ، ثم يرفعه الله اليه .

وهذا هو ما يفهمه القارى للايات الواردة فى شأن نهاية عيسى مع قومه متى وقف على سنة الله مع أنبيائه حين يتألب عليهم خصومهم ، و متى خلاذهنه من تلك الروايات التى لا ينبغى أن تحكم فى القرآن ولست أدرى كيف يكون انقاذ عيسى بطريق انتزاعه من بينهم و رفعه بجسده الى السماء مكرا ؟ و كيف يوصف بانه خير من مكرهم مع أنه شئ ليس فى استطاعتهم أن يقاوموه ، شئ ليس فى قدرة البشر ؟

ألا انه لايتفق مكر فى مقابلة مكر الا اذاكان جار ياعلى أسلوبه ، غير خارج عن مقتضى العادة فيه. وقد جاء مثل هذا فى شان محمد صلى الله عليه وسلم (واذ يمكر بك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك اويخرجوك ويمكرون ويمكرالله والله خير الماكرين)-

رفع عيسى ليس عقيدة يكفر منكرها

والخلاصة من هذا البحث :

١—أنه ليس فى القرآن الكريم ولا فى السنة المطهرة مستند يصلح

لتكوين عقيدة يطمئن اليها القلب بأن عيسى رفع بجسمه الى السماء و أنه حى الى الان فيها وأنه سينزل منها آخرالزمان فى الارض .

٢—أن كل ما تفيده الايات الواردة فى هذا الشأن هو وعد الله عيسى بأنه متوفيه أجله و رافعه اليه و عاصمه من الذين كفروا ، وان هذا الوعد قد تحقق فلم يقتله اعداؤه ولم يصلبوه ولكن وفاه الله أجله ورفعه اليه .

٣—ان من أنكر أن عيسى قد رفع بجسمه الى السماء و أنه حى الى الان وأنه سينزل منها آخرالزمان فانه لايكون بذلك منكرا لما ثبت بدليل قطعى فلا يخرج عن اسلامه وايمانه ولاينبغى أن يحكم عليه بالردة ، بل هو مسلم مؤمن ، اذامات فهو من المؤمنين يصلى عليه كما يصلى على المؤمنين ويد فن فى مقابر المؤمنين ولاشية فى ايمانه عندالله والله بعباده خبير بصير .

(كتاب الفتاوى الصفحة ٥٢
مطبعة الازهر دسمبر ١٩٥٩)

ماہنامہ الفرقان ربوہ

یہ رسالہ اسلام کے فضائل اور قرآن مجید کے حقائق بیان کرنے کے لئے جاری ہے ۔ ادیان باطلہ بالخصوص عیسائیت اور بہائیت کی تردید اس کا نصب العین ہے ۔ سالانہ قیمت چھ روپے

عیسائیت کے بنیادی عقیدہ الوہیت مسیحؑ پر
تحریری مناظرہ

یہ تحریری مناظرہ پادری عبدالحق صاحب اور مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کے درمیان حال میں ہی ہؤا ہے ۔ صفحات ۲۴۰ قیمت ۱ روپیہ ۵۰ پیسے

مُباحثہ مِصر

یہ رسالہ قاہرہ کے اس مباحثہ کے کوائف اور دلائل پر مشتمل ہے جو تین پادریوں اور اسلامی مبشر مولانا ابوالعطاء جالندھری کے درمیان ہوا تھا نہایت مفید اور مؤثر رسالہ ہے ۔ عیسائی پادری اس کے جواب سے لاجواب ہیں ۔ قیمت دس آنے صرف

ملنے کا پتہ

مکتبہ الفرقان ربوہ پاکستان

شیخ الازہر یعنی مصر کے شیخ الاسلام کا فتویٰ

حضرت عیسیٰؑ کے رفع کی حقیقت

{ شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت صاحب کی تازہ کتاب الفتاویٰ سے وفات مسیحؑ کے متعلق جو مفصل و مدلل عربی فتوے الفرقان کی اسی اشاعت کے صفحہ ۱۵ پر شائع ہو رہا ہے ہم احباب کی سہولت کے لئے ذیل میں اس کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ ——— (ایڈیٹر) }

"جامع ازہر کے علماء کبار کی مجلس میں مشرق وسطیٰ کی فوجی قیادت عامہ کے عبدالکریم خان صاحب کی طرف سے سوال آیا ہے کہ "کیا قرآن مجید اور سنّتِ نبویہ کے مطابق حضرت عیسیٰ زندہ ہیں یا وفات پا گئے؟ نیز اس مسلمان پر کیا فتویٰ ہے جو ان کے زندہ ہونے کا منکر ہے؟ نیز اس شخص کو کیا کہیں گے جو بالفرض ان کے دوبارہ آنے پر ایمان نہ لائے؟

یہ سوال مجلس کی طرف سے ہمارے سپرد کیا گیا اور ہم نے اس پر ذیل کا فتویٰ دیا جسے مصر کے ماہنامہ الرسالۃ نے جلد ۱۰ اور نمبر ۴۶۲ میں شائع کیا ہے۔

حضرت مسیحؑ کا انجام از روئے قرآن مجید

قرآن کریم نے تین مختلف سورتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ان آخری حالات کو ذکر کیا ہے جو ان کو اپنی قوم سے تعلق میں پیش آئے:۔

(۱) سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فلمّا احسّ عیسیٰ منهم الکفر ——— فیما کنتم فیه تختلفون (آیت ۵۲-۵۵)

(۲) سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وقولهم انّا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللّٰہ ——— عزیزاً حکیماً (آیت ۱۵۷-۱۵۸)

(۳) سورہ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: و اذ قال اللّٰہ یا عیسی بن مریم ——— انت علی کلّ شیءٍ شهید (آیت ۱۱۶-۱۱۸)

یہی وہ آیات ہیں جن میں قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کے انجام کو بیان فرمایا ہے، جو انہیں اپنی قوم کے تعلق میں پیش آیا تھا۔

آخری آیت یعنی سورۃ المائدہ کی آیت اس گفتگو کو بیان کرتی ہے جو نصاریٰ کی طرف سے دنیا میں مسیح اور ان کی والدہ کی عبادت کرنے کے بارے میں ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ سے اس کے متعلق دریافت فرمائے گا۔ یہ آیت تصریح کر رہی ہے کہ حضرت مسیحؑ عرض کریں گے کہ انہوں نے عیسائیوں کو صرف وہی بات کہی تھی

جس کے کہنے کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ نیز وہ عرض کریں گے کہ میں جب تک ان کے درمیان موجود تھا میں ان کا نگران تھا۔ البتہ مجھے اس کے بعد ہونے والے اقعات کا علم نہیں جب اللہ تعالیٰ نے مجھے وفات دیدی تھی۔

توفّی کے معنے

قرآن مجید میں لفظ توفّی بکثرت وفات کے معنوں میں وارد ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس لفظ کے یہی معنے عام پر مستعمل ہونے لگ گئے اور لفظ توفّی سے موت کے معنے متبادر طور پر سمجھے جانے لگے۔ اور جب تک لفظ توفّی کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو جو اسے اس متبادر معنی سے دوسرے معنے کی طرف پھیر دے یہ لفظ موت کے معنے کے علاوہ کسی اور معنے میں استعمال ہی نہیں ہوتا۔ آیات قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم (السجدہ ع۱) انّ الذین توفاھم الملائکة ظالمی انفسھم (النساء ع۹) ولو تریٰ اذ یتوفی الذین کفروا الملائکة (الانفال ع۵) توفّته رسلنا ومنکم من یتوفی حتّی یتوفاھن الموت۔ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین پیش ہیں۔

آیت میں لفظ توفّیتنی کا حق ہے کہ اس سے وہی متبادر معنے مراد لئے جائیں جسے سب لوگ سمجھتے ہیں اور جسے اس لفظ اور اس کے سیاق سے سب عربی بولنے والے جانتے ہیں یعنی معروف موت۔ اندریں صورت جب تک اس آیت کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر کے مسیح کا اپنی قوم کے ساتھ اور انجام متعین نہ کیا جائے۔ اس آیت کے رُو سے یہ کہنے کی ہرگز گنجائش نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔

پھر ان لوگوں کے خیال کی وجہ سے جو حضرت مسیحؑ کو ہنوز آسمان پر زندہ گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں آسمان سے اُتریں گے اس بات کی بھی قطعاً گنجائش نہیں ہے کہ آیت میں وفات سے مراد مسیحؑ کے آسمان سے اُترنے کے بعد کی وفات ہے۔ کیونکہ آیت (فلما توفیتنی) صریح طور پر ان کی اپنی قوم سے تعلق کی حدبندی کر رہی ہے ان لوگوں پر شامل نہیں ہے جو آخری زمانہ میں ہوں گے کیونکہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہیں نہ کہ مسیح کی قوم۔

رفعه الله اليه کے معنے

سورۃ النساء کی آیت میں بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وارد ہوا ہے۔ بعض مفسرین بلکہ جمہور مفسرین نے اس میں رفع کی تفسیر آسمان کی طرف جانا کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو مسیح کی شبیہ بنا دیا اور مسیح کو جسم سمیت آسمان پر اٹھا لیا وہ وہاں زندہ ہے اور آخری زمانہ میں وہاں سے اُترے گا۔ سؤروں کو قتل کرے گا اور صلیب کو توڑیگا۔ مفسرین اس بارے میں اوّل تو ان روایات پر اعتماد کرتے ہیں جو دجال کے بعد نزول عیسیٰؑ کا ذکر کرتی ہیں یہ روایات مضطرب اپنے الفاظ اور معانی میں اتنا شدید اختلاف رکھتی ہیں کہ ان میں تطبیق ممکن نہیں۔ اس امر کی تصریح خود علماء حدیث نے کی ہے۔ نیز یہ روایات وہب بن منبہ اور کعب الاحبار کی

روایات ہیں جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہوئے تھے علماء جرح و تعدیل کے نزدیک ان راویوں کا درجہ کم سمجھا جاتا ہو۔ دوسری بنیاد مفسرین کی وہ حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے جس میں انہوں نے نزول عیسیٰؑ کی خبر پر اکتفاء کیا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تب بھی یہ حدیث احاد ہے علماء کا **اجماع** ہے کہ احادیث احاد سے نہ تو کوئی عقیدہ ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی امور غیبیہ کے بارے میں ان پر اعتماد کرنا درست ہے۔

مفسرین کی تیسری سند وہ بیان ہے جو حدیث معراج میں آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی طرف صعود فرمایا اور یکے بعد دیگرے آسمانوں کو کھولتے گئے اور ان میں داخل ہوتے گئے تو آپؐ نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰؑ کو دوسرے آسمان میں دیکھا۔ ہمارے لئے اس استناد کو کمزور ثابت کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ خود شارحین حدیث کی اکثریت نے قرار دیا ہے کہ معراج کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبیوں سے ملاقات روحانی رنگ کی تھی جسمانی نہ تھی۔ (فتح الباری اور زاد المعاد وغیرہ ملاحظہ ہوں)

اور عجیب تر یہ ہے کہ مفسرین ایک طرف حدیث معراج سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ آیت میں حضرت عیسیٰؑ کے رفع سے مراد جسم سمیت آسمان پر اٹھایا جانا ہے جبکہ ان ہی سے ایک گروہ آیت بل رفعہ اللہ الیہ کو اس بات کی دلیل بنا رہا ہے کہ معراج کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت مسیحؑ سے جسمانی طور پر ملاقات ہوئی تھی۔ گویا اس طرح یہ لوگ جب حدیث کی تشریح کرتے ہیں تو اپنے مزعومہ معنوں پر آیت کو دلیل گردانتے ہیں اور جب آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو اس تفسیر کے لئے حدیث کے مزعومہ معنوں کو بطور سند لاتے ہیں۔

سورۃ آل عمران کی آیت میں رفع سے مراد

ہم جب سورہ آل عمران کی آیت انّی متوفّیک و رافعک الیّ کو سورہ نساء کی آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے ملا کر پڑھتے ہیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ پہلی آیت میں جو وعدہ تھا دوسری میں اسی کے پورا ہونے کا ذکر ہے۔ یہ وعدہ وفات، رفع اور کافروں سے تطہیر کا تھا۔ اگرچہ دوسری آیت (نساء والی آیت) میں وفات اور تطہیر کا بیان نہیں اور صرف رفع الی اللہ کا مذکور ہے تاہم دونوں آیتوں میں تطبیق کے لئے ضروری ہے کہ اس سارے وعدے کو اس جگہ بھی مدنظر رکھا جائے۔ پس آیت کے معنے یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو وفات دی پھر ان کا رفع فرمایا اور انہیں کافروں سے پاک ٹھہرایا۔

مشہور مفسر علامہ الالوسی نے متوفّیک کی جو متعدد تفسیریں کی ہیں ان میں سے واضح تر یہی معنے ہیں کہ میں تیری اجل کو پورا کروں گا اور تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا۔ تجھ پر کوئی ایسا شخص مسلط نہ ہوگا جو تجھے قتل کر سکے۔ گویا اس میں بطور کنایہ بتا دیا گیا کہ حضرت مسیحؑ دشمنوں کے قتل وغیرہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ یہ بات پوری عمر دیئے جانے اور طبعی وفات پانے سے

لازم آتی ہے۔

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ وفات کے بعد رفع سے مراد صرف بلندیٔ درجات ہی ہوسکتی ہے نہ کہ جسمانی رفع۔ بالخصوص جبکہ آیت میں ساتھ ہی ومطہرك من الذین کفروا کا لفظ بھی موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں پر شرف وعزت اور تکریم شان کا ذکر مقصود ہے۔

قرآن مجید میں لفظ رفع ان معنوں میں بکثرت آیا ہے مثلاً آیات: فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔ نرفع درجات من نشاء۔ ورفعنا لك ذكرك۔ ورفعناہ مکاناً علیاً۔ یرفع اللہ الذین اٰمنوا۔ الخ

پس آیت رافعك الیّ اور بل رفعہ اللہ الیہ میں وہی مضمون اور تعبیر مراد ہے۔ جو عام قول "لَحِقَ فُلَانٌ بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى" اور آیات "اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" اور "عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ" میں مراد ہے۔ ان سب جگہ حفاظت، نگرانی اور مقدس پناہ میں داخل ہونے کے سوا کچھ مراد نہیں۔ پھر لفظ "الیہ" میں آسمان کا لفظ کہاں سے لیا جاتا ہے؟ بخدا قرآن مجید کے واضح طریق بیان پر یہ صریح ظلم محض ان قصّوں اور روایتوں کی اتباع میں روا رکھا جا رہا ہے جن کے درست ہونے پر یقینی طور پر تو کجا ظنی طور پر بھی کوئی دلیل یا نیم دلیل قائم نہیں ہے۔

آیات کا واضح اور متبادر مفہوم

علاوہ بریں حضرت مسیح صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے کے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ حضرت مسیح کی قوم نے ان سے دشمنی کی اور ان کے بارے میں ان کے بُرے ارادے نمایاں تھے۔ تب حضرت مسیح نے نبیوں اور رسولوں کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت اور حکمت سے انہیں محفوظ رکھا اور دشمنوں کے مکر کو ناکام کر دیا۔ یہی وہ مضمون ہے جو آیات فلما احس عیسیٰ منھم الکفر الخ میں مذکور ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کافروں کے مکر کے مقابلہ پر نہایت قوی اور زبردست ہوتی ہے اسلئے حضرت مسیح کو بچانے اور محفوظ کرنے کی الٰہی تدبیر کے سامنے یہود کا مسیح کو قتل کرنے کا منصوبہ سراسر اکارت گیا۔ آیت یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ومطہرك من الذین کفروا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو بشارت دی تھی کہ وہ اسے دشمنوں کے مکر سے نجات دیگا اور ان کی بُری تدبیر کو ان کے منہ پر مارے گا۔ وہ حضرت مسیح کو طبعی عمر دیگا یہاں تک کہ وہ آخرکار بغیر قتل اور صلیب کے طبعی طور پر فوت ہوں گے۔ نیز خدا تعالیٰ ان کا اپنی طرف رفع کرے گا۔

ہر وہ شخص جس کا ذہن اُن روایات سے خالی ہو جنہیں قرآن مجید پر حَکَم بنانا جائز نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی اس سُنّت کو بھی جانتا ہو جو نبیوں پر دشمنوں کے حملہ آور ہونے کے وقت ظاہر ہوتی رہی ہے مندرجہ بالا آیات پڑھتے وقت ان کا مذکورہ مفہوم ہی سمجھے گا نہ کچھ اور۔ یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے کہ مسیح کو یہود کے درمیان سے

اٹھا کر آسمان پر لیجانے کو "مکر" کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے اور پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ یہ یہود کے مکر سے بہتر تھا حالانکہ وہ اس صورت کا سرے سے مقابلہ ہی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یہ انسانی طاقت سے بالا ہے۔؟ انسانی مکر کے مقابلہ پر الٰہی تدبیر پر لفظ مکر کا اطلاق ایسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ تدبیر عام عادت سے خارج نہ ہو اور انسانی مکر کے اسلوب پر نافذ ہو۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

مسیح کے آسمان پر جانے کا منکر کافر قرار نہیں دیا جاسکتا

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

اوّل۔ قرآن کریم میں نیز سنتِ نبویہ مقدسہ میں کوئی ایسی سند موجود نہیں جس پر اس عقیدہ کو اطمینانِ قلب سے مبنی سمجھا جا سکے کہ حضرت عیسیٰؑ جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے تھے اور اب تک وہاں زندہ ہیں اور وہاں سے آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔

دوم۔ اس بارے میں قرآن مجید کی آیات سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰؑ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اسے وقت مقرر پر وفات دیگا اور اس کا اپنی طرف رفع کرے گا اور کافروں سے اُسے محفوظ رکھے گا۔ اور یہ وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح کے دشمن اسے مقتول و مصلوب نہیں بنا سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدت پوری کر کے انہیں وفات دیدی اور اپنی طرف رفع فرمایا۔

سوم۔ پس جو شخص مسیح کے جسم سمیت آسمانوں پر اٹھائے جانے اور وہاں زندہ ہونے اور آخری زمانہ میں آسمان سے اُترنے کا انکار کرتا ہے وہ کسی ایسی چیز کا انکار نہیں کرتا جو دلیل قطعی سے ثابت ہو لہٰذا وہ ایمان و اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اس پر ارتداد کا حکم لگانا ہرگز درست نہیں بلکہ وہ مسلمان اور مومن ہے جب وہ فوت ہو تو مومنوں کی طرح اس کا جنازہ پڑھا جانا چاہیئے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اُسے دفن کیا جانا چاہیئے۔ عند اللہ اس کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ بعبادہ خبیر بصیر ٭ (کتاب الفتاوٰی مطبوعہ ازہر دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۵۲ تا ۵۸)

بہائی تحریک پر پانچ مقالے

اڑھائی صد صفحات کی اس کتاب میں بہائی تحریک پر نہایت تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ ان کے عقائد، ان کی تاریخ اور حالات پر سیر حاصل تبصرہ ہے۔

قیمت مجلد سوا دو روپے علاوہ محصولڈاک
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

ایڈیٹر کی ڈاک

(۱) " الفرقان کا خاتم النبیین نمبر ملا۔ بہت خوشی ہوئی۔ بہت بہت شکریہ۔ جزاکم اللہ۔ علمی بحث بہت خوب ہے۔

خاکسار

احمد غفرلہ

ایم۔ اے فاضل دیوبند

لکھنؤ

(۲) " الفرقان کا خاتم النبیین نمبر بہت خوب تھا۔ اتفاقاً ان دنوں لاہور کے ایک سرکردہ مودودی دوست یہاں تجارت کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ اس کے پڑھنے سے ان کے بہت سے شکوک رفع ہوئے۔"

(رشید الدین مبشر اسلامی مغربی افریقہ)

(۳) " آج صبح ۹ بجے آپ کا ارسال کردہ خاتم النبیین نمبر بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ سرسری نظر میں ہی دل و دماغ کی ایسی گرفت ہوئی کہ تمام و کمال ختم کر کے پورے چار بجے فارغ ہوا اور کھانا کھایا۔ اگرچہ مجھے سلسلہ کی اکثر کتب و رسالہ جات کے مطالعہ کا فخر ہے مگر جتنا دلچسپ آپ کا یہ الفرقان نمبر ہے محتاجِ تعریف نہیں ہے۔ عام مسلمانوں کے علماء کی خودساختہ اور بے ذوق روایتی تاویلات کو سرِ بازار علمی و عقلی، منقولی و غیر منقولی دلائل و روایات کی روشنی سے عریاں کر کے رکھ دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی مشیت میں حکمت ہوتی ہے۔ اگر مودودی صاحب "ختم نبوت" پر رسالہ نہ لکھتے شاید آپ بھی حرکت میں نہ آتے اور دنیا آپ کے اس بحرِ عرفان سے نہ جانے کب تک محروم رہتی۔ سو خدا تعالیٰ نے نہ صرف ختم نبوت کے دقیق مسئلہ کی حقیقت سے ہی دنیا کو روشناس کیا بلکہ ضرورت مہدی اور وفاتِ مسیح کے شگفتہ مسائل و دلائل سے بھی مزید معلومات حاصل ہوئے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی یہ محنت اور کوشش کتنے ہی گم گشتہ لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر نہایت ہی فضل ہے جو آپ کو برہنہ تلوار کی طرح احمدیت کی نمایاں طور پر خدمت کی توفیق بخشی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور سلسلہ عالیہ احمدیت کی بیش از بیش خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

چونکہ عمومی طور پر یہ رسالہ احمدیت کے متنازعہ مسائل پر بھی کما حقہٗ روشنی ڈالنے میں فوقیت حاصل کر چکا ہے گویا تبلیغی میدان میں ملاں ٹائپ لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے یہ رسالہ کافی و شافی ہے لہٰذا اگر اس کو کتابی شکل دی جا کر چیدہ چیدہ مسلمانوں کو مفت بھیج دیا جائے تو میرے خیال میں زیادہ موزوں رہیگا۔"

([illegible])

(۴) "میں نے ابھی ابھی رسالہ الفرقان کے خاتم النبیین نمبر کا مطالعہ ختم کیا ہے۔ آپ نے جس احسن طریق پر مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے اور جس طرح معترض کے اعتراضات کے تسلی بخش اور ایمان افروز جوابات دیئے ہیں اس پر آپ کیلئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

یہ رسالہ خود پڑھنے سے پہلے میں نے دو اہلِ علم دوستوں کو جو مذہب سے خاص شغف رکھتے ہیں اور جن میں سے ایک مولانا مودودی صاحب کے بہت مداح ہیں دکھایا تھا۔ انہوں نے پڑھ کر یہ رائے دی کہ بعض باتیں ان میں واقعی ایسی ہیں جن کا جواب بظاہر مشکل ہے۔ ان دونوں صاحبان میں سے ایک صاحب جو زیادہ نیک فطرت رکھتے ہیں انہوں نے کہا کہ مثال کے طور پر "قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ" (قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی) بہت لاجواب چیز معلوم ہوتی ہے وغیرہ۔ اور پھر یہ بھی کہا کہ مجھے جوابات کا انداز اسلئے بہت پسند آیا ہے کہ اس میں بہت متانت اور سنجیدگی سے احقاقِ حق کے طریق پر جوابات دیئے گئے ہیں۔ مناظرانہ اور تمسخر وغیرہ کا انداز بالکل نہیں۔ میں نے ان دونوں صاحبان کی خواہش پر اُن کو تفہیماتِ ربانیہ پڑھنے کیلئے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا فرمائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے مضمون کا اگر کوئی سستا ایڈیشن بھی شائع ہو جائے اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے تو نہایت مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے۔ آمین

(عبدالجلیل عشرت - لاہور)

(۵) "آپ کا رسالہ "الفرقان" تحقیق مذاہب پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔ میں ہر نمبر کا بڑی بے چینی سے انتظار کرتا ہوں۔ اور بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ کیونکہ الفرقان کے مضامین بڑے ٹھوس ہوتے ہیں اور علمی تحقیق و تدقیق کے بعد لکھے جاتے ہیں۔ یوں تو ہر نمبر میں بڑے دلچسپ اور مفید مضامین ہوتے ہیں لیکن سالِ رواں کے دو نمبر یعنی اپریل مئی کا خاتم النبیین نمبر اور مئی و جون کا فلسفۂ امامت نمبر معرکۃ الآراء رسالے ہیں۔ جن کی بڑی قدر کرنا چاہیئے۔ دونوں نمبروں میں ہر مضمون پر سیر کن بحث کی گئی ہے۔ مسئلۂ ختمِ نبوت کے متعلق تو احمدیہ لٹریچر میں جگہ جگہ بحث کی گئی ہے اور تحقیق کرنے والے کے لئے اس مسئلہ کی حقیقت معلوم کر لینا مشکل نہیں ہے۔ لیکن اسماعیلی عقائد اور فلسفۂ امامت کے متعلق صحیح علم حاصل کرنا واقعی دشوار ہے۔ اس فرقہ کے لوگ اپنے عقائد کی علانیہ تبلیغ نہیں کرتے۔ بلکہ حد درجہ تقیہ سے کام لیتے ہیں۔ خود اسماعیلیوں میں بڑی تعداد ان لوگوں کی ملے گی جنہیں اپنے بنیادی عقائد کا علم نہیں ہے۔ محترم مولانا سمیع اللہ صاحب

انجارج مبلغ مشن واقعی لائقِ تحسین و آفرین ہیں کہ انہوں نے بڑی تحقیق اور جستجو کے بعد یہ قیمتی مضمون سپردِ قلم کیا جس سے اسماعیلی عقائد پر واضح روشنی پڑتی ہے۔" (خاکسار محمد اکرم خان غوری عفی عنہ گگو ماٹا نگا نیکا۔)

(۶) "آپ کا رسالہ الفرقان دینی علوم کا سرچشمہ ہے۔ اور علومِ دینیہ کی بہم رسانی کا ٹھوس ذریعہ ہے اور مذاہبِ باطلہ کی سرکوبی کے لئے کوشش بلیغ انجام دے رہا ہے۔ کاش کہ دوسرے اسلامی فرقوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اسی ڈگر پر خدمت اسلام بجا لاویں ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میرا ذاتی خیال ہے کہ اگر ان میں سے بعض مضامین جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں کا ترجمہ یورپ کی دوسری زبانوں میں ہمارے مبلغوں کے ذریعہ ترویج پاتا رہے تو بے حد مفید ہو۔ مثلاً عیسائیت نمبر کے شمارہ میں اور مضمونوں کے علاوہ ایک جامع اور عالمانہ مضمون حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعنوان "عیسائیت عقل کی کسوٹی پر" شائع ہوا ہے اس میں دلائل قاطعہ ایسے عاقلانہ طور پر پیش فرمائے گئے ہیں کہ کسی طرح ان کا رد ممکن نہیں۔ یہ ایک خاص کلام ہے جو صاحبزادہ مکرم نے تحریر فرمایا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ رجلٌ من ابناء فارس ہی کے زورِ قلم کا جامع اور مانع مضمون ہے ع۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ آمین ثم آمین۔
(عبد الغنی کرک۔ گوجرانوالہ)

(۷) "حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے فرمانِ عالی کے مطابق آپ واقعی خالد سیف اللہ ثابت ہو رہے ہیں۔ عیسائیت کے متعلق آپ کے رشحاتِ قلم بے بدل اور لاجواب ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں قبول فرمائے اور بہتوں کی ہدایت کا باعث بنائے۔" (ڈاکٹر ایس ایم عبد اللہ ہاگورا وزیر آباد)

"تاکستان کے مالک کی آمد"

(بقیہ صفحہ ۲)

دے دیا ہے۔ اس موعود کے دشمن کے دشمن تباہ ہو چکے ہیں۔ اس صورت میں حضرت مسیح بھی سچے ٹھہرتے ہیں اور ان کی پیشگوئی بھی پوری ہو جاتی ہے۔ واقعات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے لیکن پھر عیسائی صاحبان کا فرض ہوگا کہ اس تمثیلی پیشگوئی کے مطابق ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ کیونکہ یہ تمثیل صرف آپؐ پر ہی منطبق ہوتی ہے۔ کیا عیسائی صاحبان ٹھنڈے دل سے اس بیان پر غور کریں گے؟

شیعہ رسالہ "ایلیا" پر ایک نظر

ایک خط کا جواب

(از جناب شیخ عبد القادر صاحب۔ لاہور)

[مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ بھیرہ نے شیعی رسالہ "معارف اسلام" کے حوالہ سے ہمارے فاضل مقالہ نگار سے دریافت کیا تھا کہ ایلیا کے زیر عنوان جو مقالے یا رسالے شائع ہو رہے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر مکرم شیخ عبد القادر صاحب آف چوبرجی پارک لاہور نے مندرجہ ذیل جواب دیا ہے جسے افادہ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے ۔۔۔۔۔ (ایڈیٹر)]

رسالہ ایلیا میں پڑھ چکا ہوں۔ اس کا اصولی جواب بھی اپنے بعض شیعہ دوستوں کو دے چکا ہوں۔ ماسکو، لندن اور قاہرہ کے رسالوں کے حوالے اگر مل جائیں تو ساری حقیقت کھل جائے۔ اگر مضمون نگار جناب سید محمود گیلانی حوالے ہمیں دکھا سکیں تو ان کے پاس پہنچنے میں کوئی باک نہیں۔ اصولی جواب یہ ہے کہ مضمون نگار کا دعویٰ ہے سارے نبی، رشی اور منی "ہر مصیبت و بلا اور ہر رنج و بلا میں مخلصی حاصل کرنے کے لئے جناب امیرؑ کا سہارا لیتے اور حضور سے فریاد کرتے رہے ہیں!"

"مہا بھارت میں کرشن جی نے بھی علیؑ علیؑ پکارا تھا۔ گوتم بدھ کو بھی امیر المومنین ہی نے درس توحید دیا تھا۔ حضرت نوحؑ نے اپنی کشتی میں حفاظت امن کیلئے پنجتن پاک کے اسمائے مقدسہ کی تختی لگائی تھی۔ داؤدؑ و سلیمانؑ نے بھی پنجتن پاک ہی کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں"

اس میں کوئی کلام نہیں کہ صحف سابقہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ جاں نثار کے متعلق روشن بشارات موجود ہیں۔ آیت میثاق النبیین اور آیت محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ ..... ذلك مثلهم في التوراة اس پر شاہد ناطق ہے۔ شیعہ حضرات کی کوشش یہ ہے کہ "والذین معہ" میں سے وہ بزرگ جو کہ شیعہ صاحبان کے نزدیک مسلّم ہیں چن لئے جائیں۔ ان کے متعلق انبیاء و ابیّ کی بشارات ثابت کی جائیں اور باقی بزرگان امت کو روحانی طور پر محروم الارث ثابت کیا جائے۔ رسالہ کے مضمون نگار لکھتے ہیں:-

"نجران کے مباہلہ میں جس جس کو اہلبیت میں شامل ہونا تھا وہ اس وقت شامل

ہو چکا پھر گنجائش کہاں رہی کہ زید۔ عمر۔
بکر وغیرہ کو بھی زبردستی اہلبیت میں
سمجھ لیا جائے۔"

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ یہ رسالہ کس غرض کیلئے لکھا گیا ہے مضمون نگار کا پہلا دعویٰ یہ ہے کہ صحفِ سابقہ میں ایلیا کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اسی طرح کتب سماوی میں جہاں ایلی کا ذکر ہے اس سے مراد بھی حضرت علیؓ ہیں۔ لکھتے ہیں :-

"ایلیا یا ایلی نہ خدا ہے نہ اللہ۔ نہ
الیاس نہ یوحنا نہ مسیح بلکہ وہ ہے جس کا
ظہور مسیح کے بعد ہوگا" (یعنی امیرالمومنین
حضرت علی رضی اللہ عنہ)

اس کے جواب میں مندرجہ ذیل امور قابلِ غور ہیں۔

(۱) صحیفہ ملاکی میں لکھا ہے کہ ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا (ملاکی ۴/۵) حضرت مسیح علیہ السلام نے وضاحت کر دی کہ ایلیا جو آنے والا تھا یوحنا کی صورت میں آ چکا۔ قصہ ختم ہوا۔ کہیں ذکر نہیں کہ ایلیا نبی نہیں بلکہ خاتم الاولیاء ہے۔ جو کہ آنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ عظام کے لئے دوسری روشن بشارات موجود ہیں، کیا ضرورت ہے کہ دوسروں کی بشارات اُن پر چسپاں کی جائیں۔ رنانوے مُونگیوں والا ایک دُنبی کیوں چھینے۔

(۲) عبرانی میں "ایلی" کے معنے میرے خدا کے ہیں۔ ایلیاہ کے معنی ہیں "یہواہ ایل (یعنی خدا) ہے" یہ حضرت الیاسؑ کا نام بھی تھا۔ اس نام کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک سے کوئی تعلق نہیں۔ لفظ ایل عربی میں اللّٰہ ہے۔ علیٰ' علا یعلو سے ہے۔ جس کے معنی علُوّ کے ہیں۔ ایلی کے نام سے تورات وزبور میں مناجات درج ہیں جن میں خدا تعالیٰ مخاطب ہے۔ اگر ان مناجات میں ایل یا ایلی کی جگہ حضرت علیؓ کا نام رکھ دیا جائے تو صریح شرک کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اندریں صورت شیعہ حضرات کو مضمون نگار کی تحقیق بہت مہنگی پڑے گی۔

(۳) عبرانی میں علی نام عیلی کی صورت میں ملتا ہے۔ عیلی کاہن کا ذکر کتاب سموئیل میں ہے (۱/۹)۔ ظاہر ہے کہ الف سے ایلی اور عین سے عیلی کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ مختلف الفاظ ہیں مضمون نگار صوتی مناسبت سے دھوکا کھا گئے ہیں۔

(۴) سامی کتبات میں جو کہ عراق عرب کے آثار سے ملے ہیں ایل نام خدا تعالیٰ کیلئے کثیر الاستعمال ہے۔

(۵) قرآن مجید میں بھی ایل کا لفظ "جبریل و میکال" کی صورت میں آیا ہے۔ جبرئیل کے معنے ہیں ایل یعنی خدا کی جبروت۔ اور میکائیل کے معنی ہیں ایل کی مانند کون ہے؟

فرمائیے قرآنی فیصلہ کے بعد "ایلی نہ خدا ہے نہ اللہ بلکہ علیؓ ہے" کا دعویٰ کیا ہوا؟ فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔

(۶) انجیل میں بھی خدا تعالیٰ کو ایلی کہا گیا۔ عبرانی میں ایلی ہے اور آرامی میں جو کہ حضرت مسیح ناصریؑ کی مادری زبان تھی ایلوئی۔ حضرت مسیحؑ نے اِن دونوں ناموں سے خدا تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے صلیب پر حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے نکلنے والا فقرہ

ایلی ایلی لما سبقتانی

متی میں آیا ہے۔ اور مرقس میں ہے :-

ایلوئی ایلوئی لما سبقتانی

اس فقرہ کے معنی ہیں :-

اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے
مجھے کیوں چھوڑ دیا ؟ (تیری نصرت
کہاں گئی ؟)

جیسا کہ مضمون نگار کا دعویٰ ہے' ایلی سے اگر حضرت علیؓ مراد ہیں تو بتایا جائے کہ زبور داؤد میں ایلی سے کون مراد ہوگا ؟ اصل بات یہ ہے کہ صلیب کے موقعہ پر حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان پر زبور کی مندرجہ ذیل مناجات تھی :-

"(ایلی ایلی) اے میرے خدا۔ اے
میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا
تو میری مدد اور میرے نالہ و فریاد سے
کیوں دُور رہتا ہے۔ اے میرے
خدا میں دن کو پکارتا ہوں پر تو جواب
نہیں دیتا ..... لیکن تُو قدوس ہے
ہمارے باپ دادا نے تجھ پر توکل کیا
..... اور تُو نے ان کو چھڑایا۔
انہوں نے تجھ سے فریاد کی اور رہائی
پائی ..... تُو ہی مجھے پیٹ سے باہر
لایا۔ جب میں شیرخوار ہی تھا تُو نے
مجھے توکل کرنا سکھایا" (زبور ۲۲)

اس زبور میں اللہ تعالیٰ کو ایلی ایلی کہہ کر پکارا گیا۔ یہی دُعا صلیبی حالت میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان پر تھی۔ کیا اس دُعا میں ایلی سے مراد کوئی موحد انسان حضرت علیؓ کو لے سکتا ہے ؟ فرمایئے حضرت داؤد اور حضرت مسیح علیہما السلام نے مصیبت کے وقت کس کو پکارا تھا' حضرت علیؓ کو یا خدائے علیم کو ؟ فتدبروا

(۷) مضمون نگار نے حضرت کرشن کے ایک ایڈیشن کا حوالہ دیا ہے جس سے ہمارے استدلال کو تقویت ملتی ہے کرشن جی نے کہا :-

"مہیشور ایلا - ایلا - ایلا"

اگر یہ حوالہ درست ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ایشور کو ایلا کہا گیا جس کے معنے سنسکرت میں پنڈت کرشن گوپال نے

"بڑے ہی اونچے درجے والا بڑے
ہی اونچے نام والا"

کئے ہیں۔ اب خوش عقیدگی ملاحظہ ہو کہ مضمون نگار کے نزدیک ایلا سے مراد بھی حضرت علیؓ ہیں۔ لکھتے ہیں کہ کرشن مہاراج حضرت علیؓ سے امداد کی درخواست کرتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ توحید کے دلدادہ شیعہ حضرات کی حمیت اور غیرت دینی اس قسم کی تحقیق کو

ٹھکرا دے گی۔

(۸) مضمون نگار نے ایک لوحِ سلیمانی کا حوالہ دیا ہے۔ اِس مزعومہ کتبہ میں لکھا ہے :۔

یا ایلی (علیؓ) میری مدد کر۔
یا احمد پہنچو۔
یا بتُولؓ نگاہ رکھو۔
یا حسن کرم فرماؤ۔
یا حسین خوشی بخشو۔

ایلی۔ ایلی۔ ایلی (یا علی۔ یا علی۔ یا علی)
اللہ کی قدرت ایلی (علی) ہے۔

اگر یہ کتبہ صحیح فرض کیا جائے اور حضرت سلیمان ؑ نے لکھوایا ہو تو ماننا پڑے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حضرت علیؓ کو ترجیح دیتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے "یا علی مدد کر" سے کتبہ شروع کیا ہے۔ یہ کتبہ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قرآنی بیانات کے بھی مخالف ہے کہ اُن میں اللہ تعالیٰ کی عون و مدد چاہی گئی ہے کسی جگہ یا علی مدد کر کا نعرہ نہیں ملتا۔ یہ کتبہ کسی شیعہ کا شاہکار معلوم ہوتا ہے۔ اصل حوالے ملنے پر کتبہ کی اصلیت کے متعلق مزید عرض کر سکوں گا۔

(۹) مضمون نگار نے لکھا ہے کہ وادیٔ قاف سے حضرت نوحؑ کی کشتی کے تختے ملے ہیں۔ ان تختوں میں سے ایک پر حضرت نوحؑ کا لکھا ہوا تعویذ ملا ہے جس میں "محمدؐ۔ ایلیا۔ شبّر۔ شبیر۔ فاطمہؓ" کے نام کی بدولت مدد مانگی گئی ہے۔ اوّل تو کشتی نوحؑ کے تختے محض افسانہ و خیال ہے۔ بہترین محققین نے ثابت کیا ہے کہ یہ تختے نوحؑ کی کشتی کے نہیں ہیں۔ یہ تعویذ اگر صحیح ہے تو مزید ثبوت ہے اِس امر کا کہ یہ تختے کشتی نوحؑ کے نہیں بلکہ اسلامی دَور میں کسی شخص نے قدیم رسم الخط میں بعض عبارتیں لکھ کر تعویذ کے طور پر رکھی تھیں جو کہ مل گئیں۔ تعویذوں کو پُرانے رسم الخط اور عجیب و غریب عبارتوں اور ہندسوں میں لکھنے کا عام رواج تھا۔ یہ تعویذ بھی اسی قسم کا ہے۔

حضرت نوحؑ کے وقت وہ رسم الخط ناپید تھا جو مضمون نگار نے رسالہ میں درج کیا ہے۔ اس وقت تصویری رسم الخط تھا۔ بعد ازاں خطِ میخی رائج ہوا۔ جس میں حمورابی (۲۰۰۰ ق۔م) کے قوانین ملے ہیں۔ حروف ابھی ایجاد نہ ہوئے تھے۔ مزعومہ کتبہ میں سبائی یا دوسرے سامی رسم الخط سے ملتے جلتے حروف ہیں جو کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں مروّج نہیں تھے۔ میرا دعویٰ ہے کہ امریکہ اور یورپ کے جن رسالوں کے حوالے دیئے گئے ہیں ان میں سے کسی میں بھی اس تعویذ کو حضرت نوحؑ کی طرف منسوب نہیں کیا گیا۔ جناب سیّد محمود گیلانی کے پاس احمدی علماء حوالے دیکھنے کے لئے جانے کو تیار ہیں وہ اِس چیلنج کو قبول کریں۔

(۱۰) مضمون نگار کا دعویٰ ہے کہ حضرت نوحؑ اور دیگر نبیوں نے مصیبت اور ابتلاء کے وقت حضرت علیؓ کو مدد کے لئے پکارا۔ حضرت نوحؑ "یا ایلی اما م السدارین" کہہ کر کشتی میں سوار ہوئے۔

اِس نئے شیعہ عالم دین کا مجھے بڑا احترام ہے۔ وفورِ محبت بعض دفعہ حجابِ علم بن جاتا ہے۔ اس سے بھی مجھے انکار نہیں۔ کوئی ان سے پوچھے کہ قرآن حکیم میں کشتی میں سوار ہونے کی دعا درج ہے اس میں حضرت علیؓ کا ذکر کیوں حذف ہے؟

بسم اللہ مجرٖھا و مرسٰھا اِنّ ربّی لغفورٌ رحیم (سورہ ہود) کی دعا میں اللہ تعالیٰ سے استمداد کی گئی۔ پنجتن پاک یا حضرت علیؓ کا کوئی ذکر نہیں۔ قرآنی دعا کے خلاف روایات کے انبار کو کون قبول کر سکتا ہے۔ ع

یہ اُمّت روایات میں کھو گئی

کتنی سچی حقیقت ہے جو کہ رسالہ ایلیا پڑھنے سے کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

قرآن کریم میں دوسرے انبیاء کی دعائیں بھی درج ہیں مصیبت و ابتلاء کے وقت انبیاء کے دل کی پکار

متٰی نصر اللہ

ہوتی تھی۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاکر اس کی مدد مانگی گئی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ بخلاف شیعہ روایات کے قرآنی دعاؤں میں کہیں "ماسوی اللہ" کا ذکر نہیں؟ کیا جبرئیلِ امین پنجتن پاک کا ذکر بھول گئے تھے؟ کیا قرآنی قصصِ انبیاء میں کچھ کمی تھی جو شیعہ روایات نے پوری کی ہے؟ یہ امر قابلِ غور ہے۔ ہاں سیّد محمود گیلانی صاحب کی اس تحقیق کی داد دینا تو ہم بھول ہی گئے کہ بدھ تتاگیہ ہی تھے۔ یہ دراصل ساقیٔ کوثر ہے۔ معنے ہیں وہ راہنما جسے ساقیٔ کوثر نے مقرر کیا۔

ماہ ستمبر ۱۹۶۲ء کے "معارف اسلام" میں مضمون نگار نے دوبارہ اس امر پر زور دیا ہے کہ صحفِ سابقہ میں اِلیٰ، ایل یا ایلیا سے مراد نہ خدا ہے نہ الیاس بلکہ حضرت علیؓ ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ایل قرآنی اسماء کا جزو ہے۔ مضمون نگار نے اِس امر کو کیوں نظر انداز کر دیا؟ قرآن حکیم میں دو پیغمبروں کے نام ایسے آئے ہیں کہ ان میں لفظ ایل شامل ہے یعنی اسرائیل اور اسمٰعیل۔ اسرائیل کے معنے "پہلوان ربّ جلیل" کے ہیں۔ کیا یہاں بھی "علیؓ کا پہلوان" معنے لینے جائز ہیں۔ اسمٰعیل کے معنی "ایل (خدا) نے دُعا سُن لی" کے ہیں (پیدائش $\frac{16}{12}$) کیا ہاجرہؑ کی مضطربانہ دعائیں نعوذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سُنی تھیں۔ کاش مضمون نگار نے کوئی شیعہ تفسیر ہی دیکھ لی ہوتی۔

فرشتوں کے دو نام جبرائیل اور میکائیل قرآن میں آئے ہیں، اُن کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے۔ عزرائیل اور اسرافیل میں بھی یہی ایل کا لفظ شامل ہے۔ عزرائیل کے معنی ہیں "مددِ خدا"۔ جب عزرائیل آئیں تو کیا سمجھا جائے حضرت علیؓ کی مدد آگئی۔ کیا یہی علمِ کلام ہے جس پر آپ کو ناز ہے؟

علمائے بائبل کے اُلٹے سیدھے حوالے مضمون نگار نے بہت دیئے ہیں۔ مندرجہ ذیل حوالہ اُن کے لئے قابلِ غور ہے۔

Miller Barrows عصرِ حاضر کے ایک عظیم سکالر اور ماہر آثارِ قدیمہ ہیں۔ وہ اپنی کتاب What Mean these Stones? میں لکھتے ہیں:

"بائیبل کے عہدِ عتیق میں لفظ ایل کئی ناموں کے جزو کے طور پر آیا ہے۔ اُن

ہیں سب سے اہم ایل علیون ہے جس کے معنی "خدائے اعلیٰ" کے ہیں۔ چنانچہ تورات میں لکھا ہے

۱۔ ملک صدق سالم ایل علیون کا کاہن تھا۔

۲۔ ایل علیون جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ (پیدائش ۱۴/۱۸-۱۹)

اسی طرح "ایل شدائی" کے معنی ہیں خدائے قادر۔ تورات میں لکھا ہے:-

"تب خداوند ابرام کو نظر آیا۔ اس نے کہا میں ایل شدائی (خدائے قادر) ہوں" (پیدائش ۱۷/۱)

یہ مثالیں دینے کے بعد صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ آثارِ قدیمہ سے جو کتبات ملے ہیں ان میں بھی ایل کا لفظ خدا تعالیٰ اور دوسرے معبودوں کے لئے آیا ہے (ص ۲۲۴)

امید ہے کہ یہ حوالے مضمون نگار کے لئے موجب بصیرت ثابت ہوں گے +

مکتبۃ الفرقان

خریدارانِ الفرقان سے درخواست ہے کہ وہ ربوہ سے طلب کی جانے والی جملہ کتب مکتبۃ الفرقان کے ذریعہ طلب فرمایا کریں۔ سالانہ جلسہ پر آنے والے دوست اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں بلکہ ابھی سے اپنی مطلوبہ کتب سے آگاہ فرما دیں تا مکتبہ وہ کتب تیار کر رکھے۔ شکریہ!

(مینجر مکتبۃ الفرقان ربوہ)

ایک نہایت عمدہ تجویز

خاکسار کا خیال ہے کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ملفوظات اور تقاریر جو اپنے عہد خلافت میں انہوں نے فرمائیں۔ پیغامیوں کے رد میں ایک زبردست ہتھیار ہیں۔ اُن کے مقابل ان کی ضرورت رہتی ہے۔ اخبارات الحکم اور البدر کے فائل نہ ہر ایک کے پاس ہیں نہ ہر ایک مہیا کر سکتا ہے۔ اگر آپ اس طرف توجہ فرمائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کے نام سے یا کسی اور مناسب نام سے ان تقاریر اور دیگر ملفوظات ووصایا وغیرہ اور اسی طرح کچھ روایات حضرت امّاں جان کی طرف سے ۳۷ء کے الفضل میں شائع ہوئی تھیں سب ایک جگہ محفوظ ہو جائیں تو میرے خیال میں یہ بہت مبارک اور بابرکت کام ہوگا۔ اور بہتوں کی بھلائی کا موجب ہوگا۔

خاکسار فضل الدین طارق زعیم مجلس انصار اللہ
کنری ضلع تھرپارکر (سندھ)

الفرقان ـ رسالہ الفرقان کا ایک خاص نمبر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے کارناموں، حالات اور اقوال پر مشتمل عنقریب شائع ہونے والا ہے انشاء اللہ۔ اس خاص نمبر کے مہینے کا اعلان عنقریب کیا جائے گا۔ اس نمبر میں بھی مذکورہ بالا ملفوظات و وصایا ضرور شامل ہوں گی۔ احباب اس سلسلہ میں اپنی تجاویز اور مضامین و تاثرات سے آگاہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

وصلِ حبیب

(نتیجۂ فکر جناب رشید احمد صاحب قیصرانی)

[ہماری جماعت نے جس والہانہ انداز سے محبوبِ حقیقی تک پہنچنے کی راہوں کو کھولا ہے۔ جو اندازِ فکر تعلق باللہ کے سلسلہ میں مایوس دنیا کو دیا ہے جس رنگ میں خالقِ ارض و سماء کے جلووں کو آشکار کیا ہے اور پھر ان پیار کی راہوں میں جس دیوانہ وار ثابت قدمی سے ہماری جماعت آگے بڑھی ہے اُسے میں نے "وصلِ حبیب" کے عنوان سے نظم کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ نظم ایک لحاظ سے جماعت کی روحانی تاریخ کا ایک باب ہے۔ (رشید قیصرانی)]

تپتے ہوئے صحراؤں میں کبھی صحنِ چمن میں
ڈھونڈا ہے تجھے ہم نے کبھی کوہ و دمن میں

تنہائیِ شب میں کبھی غوغائے سحر میں
دیکھی ہے تری راہ ہر اک راہ گذر میں

زخموں کو کریدا ہے کبھی غم کو اُبھارا
ہر حال میں اے دوست تجھے ہم نے پکارا

خوابوں کے دھندلکوں میں تجھے یاد کیا ہے
جب آنکھ کھُلی ہے تو ترا نام لیا ہے

ہر صبح ترے فکر کے ہنگام میں پھوٹی
ہر شام کی آغوش تری یاد سے بھر دی

ہر شاخِ گلستاں کو ترے گیت سُنائے
ہر دشت میں ڈھونڈے ہیں تری زلف کے سائے

ہر درد کا اپنے پہ ہی الزام لیا ہے
ہر لطف ترے نام سے منسوب کیا ہے

ظلمات سے گزرے ترے انوار کی خاطر
بھٹکے ہیں بہت حسرتِ دیدار کی خاطر

ہونٹوں پہ مچلتی ہوئی فریاد کے صدقے
بھولے ہیں زمانے کو تری یاد کے صدقے

اس عشق میں ہم مرکزِ دشنام بھی ٹھہرے
دیوانے ترے موردِ الزام بھی ٹھہرے

ہر گام پہ دنیا نے بہت جال بُنے ہیں
اس راہ میں کانٹے بھی کئی ہم نے چُنے ہیں

اپنوں کے گلے غیر کے طعنے بھی سہے ہیں
اک دُھن تھی کہ ہر حال میں چلتے ہی رہے ہیں

بخشی ہے زمانے نے ہمیں ظلم کی سوغات
ہم پہ بھی ہوئیں شیخ و برہمن کی عنایات

تھیں یاد ہمیں صرف محبت کی ادائیں
دیتے رہے دشنام کے بدلے میں دُعائیں

غیروں نے ترے شہر میں کی تھی یہ منادی
کہتے تھے کہ اب رسمِ وفا تُو نے اٹھا دی

دیکھے نہ سوئے بام کوئی طالبِ دیدار
ہوگا نہ تری دید سے اب کوئی بھی سرشار

اب چاک جگر روزِ ازل تک نہ سلیں گے
اب تجھ سے ترے چاہنے والے نہ ملیں گے

چمکے گا قیامت میں ترے حسن کا خورشید
باقی نہیں دنیا میں ترے وصل کی امید

اب حسن کبھی محوِ تکلّم نہیں ہوتا
وہ ساز وہ نغموں کا تلاطم نہیں ہوتا

دیوانہ کوئی وجد میں رقصاں نہیں ہوتا
محفل میں تری چاک گریباں نہیں ہوتا

ساقی کا وہ اندازِ قدح پیمانہ نہیں ہے
مے خانہ تو ہے گردشِ پیمانہ نہیں ہے

کہتے تھے خردمند سرِ بزم نہیں ہو
دیوانے سمجھتے تھے کہ شہ رگ کے قریں ہو

اغیار نے پردے تو ترے حسن پہ ڈالے
بے دل نہ ہوئے پھر بھی ترے چاہنے والے

لے کر جو تری یاد کی تنویر گئے ہیں
ہم ہجر کی راتوں کا جگر چیر گئے ہیں

اس ڈھب سے تری بزم میں دیوانے گئے ہیں
ہر سمت بہت دور تک افسانے گئے ہیں

پلکوں پہ عقیدت کے چمکتے ہوئے الماس
ہنستے ہوئے ارمان مچلتا ہوا احساس

آنکھوں میں ترے وصل کی امید سجائے
سینوں میں ترے عشق کی قندیل جلائے

ہاتھوں میں عَلَم تیری محبت کا سنبھالے
پہنچے ہیں تیرے پاس ترے چاہنے والے

دولت کے خزانے تھے نہ ثروت کا نشہ تھا
آنکھوں میں فقط تیری محبت کا نشہ تھا

کمخواب کے ملبوس نہ زرکار شبستاں
تھے زر و جواہر نہ کوئی لعلِ بدخشاں

سطوت کا نشاں تھا نہ کوئی تاجِ شہانہ
بدحال کچھ اتنے تھے کہ ہنستا تھا زمانہ

جذبات کی دولت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا
بس تیری محبت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا

ہر حال میں لیکن تیری محفل کو سجایا
سینے سے لگایا تجھے آنکھوں میں بٹھایا

پلکوں سے تری راہ کا ہر خار اُٹھایا
نظروں نے ترے سامنے اک فرش بچھایا

دیوانوں نے پردہ ترے جلووں سے ہٹایا
دیدار کا مژدہ تھا سرِ عام سنایا

جلوے ترے دنیا میں فراواں بھی ہوئے ہیں
جی بھر کے تری دید کے ساماں بھی ہوئے ہیں

دیوانے ترے وجد میں رقصاں بھی ہوئے ہیں
محفل میں تری چاک گریباں بھی ہوئے ہیں

سینوں میں ترے نام کی اک ہوک اُٹھی ہے
دنیا میں پھر اک بار تری دھوم مچی ہے

لوٹے ہیں بڑی شان سے پھر اگلے زمانے
پھر عام ہوئے تیری محبت کے فسانے

پھر تیری نئی شان سے تصویر بنی ہے
پھر زلف تری حلقۂ زنجیر بنی ہے

اونچا کیا اللہ نے ترے نام کا پرچم
لہرایا زمانے میں ترے نام کا پرچم

جس شہر میں ہم چاک گریبان گئے ہیں
اس شہر میں سب نام ترا جان گئے ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کی طرف اُٹھائے جانے کی تفسیر بائیبل اور قرآن کی رُو سے

(از جناب قریشی محمد اسد اللہ صاحب الکاشمیری)

آج سے پچاس ساٹھ برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کی طرف اٹھائے جانے کی تفسیر یہ کی جاتی تھی کہ آپ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھے ہیں اور اس سلسلہ میں اناجیل کی بعض آیات دلیل کے طور پر پیش کی جاتی تھیں کہ ان میں لکھا ہے کہ حضرت یسوع مسیح واقعہ صلیب کے بعد زندہ آسمان کی طرف چلے گئے ہیں۔

لیکن خدا کا شکر ہے کہ عیسائی علماء اور محققین نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت کی تحقیقات کی روشنی میں تسلیم کر لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان کی طرف جانے سے متعلق انجیل کی آیات الحاقی ہیں اسلئے کہ اناجیل کے قدیم نسخوں میں یہ آیات نہیں ملتیں۔ چنانچہ حال ہی میں شائع ہونے والی انگلش بائیبل میں جسے گیارہ چرچوں اور فارن بائیبل سوسائٹی لندن نے شائع کیا ہے۔ قدیم نسخوں سے مقابلہ کرتے ہوئے مناسب تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ الوہیت مسیحؑ کے بیان پر مشتمل آیات میں مسیح کی جگہ خدا کا نام لکھ دیا گیا ہے اور انجیل لوقا کے ترجمہ سے مسیح کے آسمان پر جانیوالی آیات کو حذف کر دیا گیا ہے اور مرقس کی انجیل کے نیچے آیت ۹ سے ۲۰ تک کے متعلق جن میں مسیحؑ کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے یہ نوٹ دے دیا گیا ہے کہ بعض قدیم نسخوں میں یہ آیات موجود نہیں بلکہ ان کی بجائے یہ آیت موجود ہے:۔

"مسیح نے مشرق سے مغرب تک بشارت کی معرفت منادی کی"

جس کے معنی یہ ہیں کہ قدیم عیسائی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ فلسطین سے مشرق کی طرف چلے گئے جہاں انہوں نے شاگردوں کی معرفت مغربی ملکوں میں دین کی تبلیغ اور منادی کی اور خدا کی طرف اٹھائے جانے کے یہی معنی ہیں۔

بائیبل میں خدا کی طرف اُٹھائے جانے کے الفاظ میں مسیحؑ کی ہجرت کی طرف اشارہ

خود بائیبل کی بعض کی آیات بھی اس نظریہ کی تائید کرتی ہیں کہ حضرت مسیحؑ کے خدا کی طرف اٹھائے جانے کے یہ معنی بھی ہیں کہ خدا نے ان کو صلیب کی لعنتی موت سے (جو کہ پاتال میں جانے کی موت ہے) اپنی پناہ میں لے لیا یعنی ان کو زمین پر ایک ایسے ملک کی طرف لے جا کر پناہ دیدی جہاں انہیں خدا کی طرف سے نصرت، وجاہت، رفعت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ اپنے مشن

میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے خدا سے جا ملے۔ واقعہ صلیب سے پہلے حضرت مسیحؑ نے اپنی اسی ہجرت والی زندگی کی اپنے حواریوں کو ان الفاظ میں خبر دی تھی کہ "میں اپنے بھیجنے والے خدا کے پاس جاؤں گا" چنانچہ لکھا ہے:۔

"یسوع نے کہا میں اور تھوڑے دن
تک تمہارے پاس ہوں پھر اپنے
بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔
تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے
اور جہاں میں ہوں تم نہیں آ سکتے۔"

(یوحنا باب ۷ آیت ۳۳)

یہ الفاظ بالکل صاف ہیں کہ مسیحؑ نے یہود کے سامنے ان کی مخالفتوں کو دیکھ کر اپنے بھیجنے والے خدا کے پاس چلا جانے کا ذکر کیا جس کے معنی یہ تھے کہ میں فلسطین سے ہجرت کر کے ایک دور ایسے علاقہ میں جاؤں گا جہاں تم مجھ پر قابو نہ پا سکو گے اور میں وہاں اپنی تعلیم پھیلاؤں گا چنانچہ یوحنا کی انجیل میں ہے کہ مسیحؑ نے فرمایا:۔

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس
بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو بھی لانا ضرور
ہے۔ وہ میری آواز سنیں گی۔"

(یوحنا باب ۱۰ آیت ۱۶)

اور اس وقت کے جو یہود حضرت مسیحؑ کے مخاطب تھے وہ بھی آپ کے ان الفاظ سے یہی سمجھتے تھے کہ یسوع فلسطین چھوڑ کر کسی اور علاقہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے جہاں وہ اپنی تعلیم کی منادی کرے گا۔ چنانچہ انجیل یوحنا میں ہے:۔

"یہودیوں نے آپس میں کہا۔ یہ کہاں
جائے گا کہ ہم اسے نہ پائیں گے۔ کیا
ان کے پاس جائے گا جو جا بجا یونانیوں
میں رہتے ہیں اور یونانیوں کو تعلیم دیگا
یہ کیا بات ہے جو اس نے کہی؟ کہ تم مجھے
ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے۔ اور جہاں
میں ہوں تم نہیں آ سکتے۔"

(یوحنا ۷/۳۵-۳۶)

یہی معنی انجیل کی اس آیت کے بھی ہیں کہ:۔

"اسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی
اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان
لائے اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔"

(یوحنا ۳/۱۴-۱۵)

یہ سمجھنا کہ یہاں ابن آدم یعنی مسیح کے اونچے پر چڑھائے جانے کے معنی ان کا صلیب پر چڑھایا جانا ہے درست نہیں ہے بلکہ مسیحؑ نے یہاں اونچے علاقہ کی طرف چلے جانے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں "تاکہ جو کوئی ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی بخشنے کے لئے جانے کی طرف اشارہ فرماتے ہیں جو اگلے زمانوں میں مشرقی ملکوں میں جا پھیلی تھیں جن کے پھیلنے کا ذکر بائیبل میں موجود ہے۔ چونکہ دشمن یہود ہر وقت حضرت مسیحؑ کے پیچھے لگے رہتے تھے اسلئے آپ تمثیلوں اور اشاروں میں کلام کیا کرتے تھے تا یہود کو پتہ نہ چل سکے کہ میں کہاں جانے والا ہوں۔ اور آپ کے ان اشارات سے خود حواری بھی یہ سمجھتے تھے کہ آپ کسی اور علاقہ کی طرف

جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ جب مسیح نے اپنے حواریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"جیسا میں نے یہود سے کہا کہ جہاں میں
جاتا ہوں تم نہیں آسکتے ایسا ہی اب
تم سے بھی کہتا ہوں۔" (یوحنا ۱۳/۳۳)

تو آپ کے حواری شمعون پطرس نے کہا:۔

"اے خداوند! تو کہاں جاتا ہے
یسوع نے جواب دیا کہ جہاں میں جاتا
ہوں اب تو تو میرے پیچھے آ نہیں سکتا۔
مگر بعد میں میرے پیچھے آئے گا۔"

(یوحنا ۱۳/۳۶)

بائیبل کی کئی دیگر آیات سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے کہ "خدا کی طرف جانے" اور "اوپر اٹھائے جانے" کے الفاظ سے مسیح کی مراد خدا کی پناہ اور حفاظت میں جانا ہے اسلئے ایک موقعہ پر وہ کہتے ہیں کہ جب میں زمین سے اٹھایا جاؤں گا تو سب حواریوں کو "اپنے پاس کھینچوں گا۔" جیسا لکھا ہے کہ مسیح نے کہا:۔

"اور جب میں زمین سے اوپر اٹھایا
جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا۔"

(یوحنا ۱۲/۳۲)

خود بائیبل میں بھی یہ محاورہ اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے چنانچہ پولوس رسول افسیوں کے خط میں لکھتا ہے:۔

"اور ہم میں سے ہر ایک کو مسیح کے انعام
کے اندازہ کے موافق فضل دیا گیا ہے
اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ بلندی پر
چڑھ کر اسیروں کو ساتھ لے گیا۔
اور آدمیوں کو ہدیے دیئے پس اس
کے چڑھنے سے اس کے سوا اور کیا
مراد ہے کہ وہ زمین کے اسفل
مقاموں میں اترا بھی تھا۔"

(افسیوں باب ۴ آیت ۸ تا ۱۰)

گویا پولوس رسول کے نزدیک مسیح کا بلندی پر چڑھنا نسبتی یعنی مسیح کے گرائے جانے کے مقابلہ میں ہے اور زمین کے اسفل مقام (دوزخ) سے جس میں مسیح کو صلیبی موت کے ذریعے اتارا جانا چاہتے تھے اس کا بچایا جانا ہی اس کا "اوپر اٹھایا جانا" ہے کیونکہ پولوس صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ "اس کے چڑھنے سے" اس کے سوا اور کچھ مراد نہیں کہ وہ پاتال (جہنم) میں اترا بھی تھا اور پولوس کا یہ لکھنا کہ مسیح "بلندی پر چڑھ کر اسیروں کو ساتھ لے گیا" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب مسیح بلند علاقوں کی طرف اپنے دین کی منادی کرنے چلا گیا تو وہ اسرائیلی بھی آپ پر ایمان لائے جو سابق زمانوں میں مشرقی ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے اور اسیر بنائے گئے تھے اور بائیبل میں بار بار ان اسیروں کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ واقعہ صلیب کے بعد مسیح کا ان قوموں میں وعظ کرنے کے لئے جانے کے متعلق پطرس میں لکھا ہے:۔

"وہ (مسیح) جسم میں تو مارا گیا لیکن روح
میں زندہ کیا گیا جس میں اس نے ان
روحوں کے پاس جا کر وعظ کیا جو قید
تھیں اور جو اگلے زمانہ میں نافرمان تھیں"

(پطرس ۳/۱۹-۲۰)

"جسمانی موت" اور "روحانی زندگی" کے الفاظ سے اس آیت میں صلیبی موت مراد نہیں کیونکہ عبرانیوں ۵ : ۱ میں صلیبی موت سے مسیح کے بچ جانے کا ذکر موجود ہے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ پس یہاں "مسیح کے جسم میں مارا جانے اور روح میں زندہ کئے جانے" سے مراد مسیح کی روحانی بلندی ہے جو جسمانی خواہشات کی موت کے بعد ہی حاصل ہوتی۔

خدا کے داہنی طرف بیٹھنے سے مراد مسیح کا مقبول ہو جانا ہے

اسی طرح بائیبل کی اپنی تشریح کے مطابق "مسیح کے خدا کے داہنے طرف بیٹھنے" سے مراد یہ ہے کہ خدا نے اُسے اپنے زبردست ہاتھ سے صلیبی موت کے مُنہ میں جانے سے بچا لیا اور اس کی قربانیوں کو قبول کیا اور اس کے نتیجے میں انہیں رفعت و عزت حاصل ہوئی۔ چنانچہ پولوس افسیوں کے نام خط میں لکھتا ہے:-

"اور ہم مومنین کے لئے اس کی (خدا کی) بڑی قدرت کیا ہی کمال ہے اس کی اسی بڑی قدرت کی تاثیر کے موافق جو اس نے مسیح میں کی۔ جب اُسے مُردوں میں سے زندہ کیا اور آسمان پر اپنی داہنی طرف بٹھایا یعنی ہر طرح کی ریاست اور حکومت اور قوت اور سیادت اور ہر ایک نام سے بہت ہی بلند کیا جو نہ صرف اس جہان میں بلکہ آئندہ جہان میں بھی لیا جاتا ہے۔" (افسیوں $\frac{1}{19-21}$)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ پولوس کے نزدیک مسیح کے "آسمان پر خدا کے داہنی طرف بیٹھنے" سے مراد یہ ہے کہ اسے ہر طرح کی عزت اور سرداری اور بلندی حاصل ہوئی اور یہ کہ مسیح کا نام اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی عزت سے لیا جاتا ہے اور یہی اس کے آسمان پر خدا کے داہنی طرف بیٹھنے سے مراد ہے۔ ایک اور مقام میں "رسولوں کے اعمال" میں لکھا ہے:-

"اُسی کو (مسیح کو) خدا نے مُہدی اور نجات دہندہ ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے بلند کیا تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے اور ہم ان باتوں کے گواہ ہیں۔"

(اعمال $\frac{5}{31-32}$)

اس عبارت میں "داہنے ہاتھ سے بلند کرنے" کا محاورہ استعمال ہوا ہے جس کے معنی گزر چکے کہ مسیح کو خدا کا اپنی خاص تدبیر سے لعنتی موت کے مُنہ میں گرنے سے بچا لینا مراد ہے۔ اور یہ ہر زبان کا محاورہ ہے کہ جب کسی کو خدا انتہائی شدید محبت سے غیر معمولی طور پر بچا لیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ "خدا نے اُسے گویا خود آسمان سے اُتر کر" یا یہ کہ "اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑ کر بچا لیا"۔ اسی طرح کا محاورہ ہے کہ "خدا نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کیا"۔ جو ایسے شخص کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو بالکل مرنے کے قریب ہو گیا ہو۔

حضرت مسیح کے لئے ہاتھوں اور پیروں میں کیل ٹھونک کر صلیب پر کھینچا جانا ایسی شدید مصیبت تھی کہ آپ اس سے بے ہوش ہو گئے تھے اور آپ کے مرنے میں کچھ فرق باقی نہیں رہا تھا۔ مگر آپ کی سابق دعاؤں اور آپ کی خدا ترسی کے سبب آپ کو خدا نے صلیبی موت سے اپنی خاص تدبیر سے بچا لیا۔ اور زمین پر وہ کر آپ نے خود مشرق سے مغرب میں اپنے دین کی منادی کی اور کامل ہو کر فرمانبرداری سیکھی اور فلسطین کے علاوہ مشرقی ملکوں میں پھیلے ہوئے اسرائیلیوں میں نجات کی منادی کرتے رہے۔ صلیبی موت سے نجات اور پھر فرمانبرداری میں تکمیل حاصل کرنے کی بابت عبرانیوں میں لکھا ہے:-

"اُس نے (مسیح نے) اپنی بشریت
کے دنوں میں زور سے پکار پکار کر اور
آنسو بہا بہا کر اُسی کے آگے دعائیں
اور منتیں کیں جو اُسے موت سے
بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے
اس کی سُنی گئی۔ اور اگرچہ بیٹا تھا تو بھی
اس نے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھی۔
اور تکمیل تک پہنچ کر اپنے سب فرمانبرداروں
کے لئے ابدی نجات کا باعث ٹھہرا۔"

(عبرانیوں $\frac{۵}{۷-۱۰}$)

یہ عبارت صفائی سے بتاتی ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے بلکہ ان کی دعا سُنی گئی اور وہ صلیبی موت سے بچا لئے گئے اور اس کے بعد ہی انہوں نے فرمانبرداری سیکھی یعنی خدا کی عبادت میں باقی زندگی بسر کی اور اپنی اور اپنے مشن کی تکمیل کی اور ان لوگوں کے لئے بھی نجات کا باعث ٹھہرے جن کو آپ نے واقعہ صلیب کے بعد مشرقی علاقوں میں جا کر دعوت دی اور وہ آپ پر ایمان لا کر آپ کے فرمانبردار رہے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت یسوع مسیح نے صلیب پر جان دی تھی جیسا کہ عیسائی صاحبان کا کہنا ہے تو ماننا پڑے گا کہ آپ کی رُوح اوپر نہیں گئی بلکہ جہنم میں گر گئی کیونکہ صلیبی موت بائیبل کی رُو سے لعنتی موت ہے اور لعنتی موت پاتال یعنی جہنم میں گراتی ہے اور بائیبل میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ انسان کی رُوح خدا کی طرف چڑھتی اور حیوان کی روح زمین کی طرف نیچے جاتی ہے:-

"کون جانتا ہے کہ انسان کی رُوح
اوپر چڑھتی اور حیوان کی رُوح زمین کی
طرف نیچے کو جاتی ہے۔" (واعظ $\frac{۳}{۲۱}$)

پس اگر عیسائیوں کا یہ قول مان لیا جائے کہ آپ نے صلیب پر جان دی تھی تو واعظ کے حوالہ کے مطابق ماننا پڑیگا کہ آپ کی انسان کی رُوح نہیں تھی بلکہ حیوان کی رُوح تھی۔ اس طرح یہود کا یہ کہنا درست ٹھہر جاتا ہے کہ ہم نے مسیح کو صلیب پر مار دیا اور وہ لعنتی موت مر گئے۔ پس تورات کی تصریحات کے مطابق آپ جھوٹے مسیح تھے کیونکہ جو صلیب پر مرتا ہے وہ لعنتی موت مرتا ہے اور لعنتی موت خدا کی رحمت سے دُوری اور پاتال میں گر جانے کا نام ہے اور سچا نبی بلکہ ہر نیک آدمی کی رُوح اُوپر کو جاتی ہے اور اُسے پاتال میں گرنے سے بچا لیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمانؑ فرماتے ہیں:-

"دانا کے لئے زندگی کی راہ اُوپر کو

جاتی ہے تاکہ وہ پاتال میں اُترنے سے بچ جائے۔" (امثال ۱۵ / ۲۴)

پس جس کو پاتال میں گرنے سے بچا لیا جائے وہی اُوپر کو جاتا ہے اور حضرت یسوع مسیح چونکہ خدا کے سچے نبی اور مسیح تھے اسلئے ضروری تھا کہ آپ صلیبی موت سے بچا لئے جائیں۔ تاکہ آپ پاتال میں گرنے سے بچ جائیں اس لئے کہ "پاتال میں گرنے سے بچنا" ہی اُوپر اُٹھایا جانا ہے اور بائیبل کی اصطلاح میں یہی اُوپر اُٹھائے جانے کی زندگی ہی "جلالی زندگی"، "ابدی زندگی"، "قبولیت اور نیکی کی زندگی" اور "آسمانی زندگی" کہلاتی ہے اور قرآن کی اصطلاح میں "رفع الی اللہ"، "رجوع الی اللہ"، "تقرب الی اللہ" اور پاکیزہ زندگی کہلاتی ہے اور اسی طرح الہامی کتب کی اصطلاح میں دوزخی زندگی کا نام بدی اور گناہ کی زندگی، لعنتی زندگی، موت اور پاتال کی زندگی اور "اخلد الی الارض" اور سفلی زندگی رکھا گیا ہے۔

سو وہ شخص مبارک ہے جو دوزخی زندگی سے بچا لیا جائے اور اُوپر کو اُٹھایا جائے۔ صلیبی موت سے بچ جانے کے بعد حضرت مسیحؑ کے لئے اس سے زیادہ خوشی کی اور بات کونسی ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے مشن کو جس کے لئے اسے خدا نے مبعوث کیا تھا پورا کرے۔ چنانچہ انہوں نے فلسطین کے علاوہ غیر ملکوں میں جاکر اپنے دین کی منادی کی اور اُن اسرائیلیوں کے لئے بھی نجات کا باعث ٹھہرے جو مشرقی ملکوں میں جابجا پھیلے ہوئے تھے اور اس طرح جب وہ اپنا پیغام ان سب لوگوں تک پہنچا چکے اور مقبولیت عزت اور رفعت حاصل کر کے اپنے مشن کی تکمیل کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک جنت نظیر ملک یعنی کشمیر میں طبعی وفات دیدی اور اس طرح ان کی "رفع الی اللہ" کی زندگی جو صلیبی موت سے بچنے کے بعد شروع ہوئی تھی کی تکمیل ہو گئی اور آپ کی رُوح اُسی طرح جس طرح ہر نبی اور پاکباز مومن کی روح آسمان کی طرف اُٹھائی جاتی ہے، اُوپر اُٹھائی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اللہ تعالیٰ آپ کے صلیبی موت سے بچانے اور ایک اونچے مقام میں پناہ دینے کے بارے میں فرماتا ہے:-

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ
اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ
ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔
(سورہ مومنون ع ۳)

یعنی ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا اور دونوں کو ایک بلند مقام کی طرف پناہ دی جو امن و آرام والا مقام تھا اور جس میں کثرت سے چشمے بہتے تھے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام سے خبر دی ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کشمیر میں پناہ دئیے جانے کی خبر دی گئی ہے جہاں آپ کی وفات ہوئی تھی"۔ چنانچہ آج تک آپ کا مقبرہ محلہ خانیار سرینگر میں موجود ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

ایک سوال کا جواب

کیا وفات یافتہ ہماری باتیں سنتے ہیں؟

(جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری)

مکرمی اللہ بخش صاحب کوٹ سلطان ضلع جھنگ سے سوال کرتے ہیں کہ جس وقت آدمی فوت ہو جاتا ہے تو ہماری باتیں سن سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی ولی یا رسول و نبی فوت شدہ ہو تو اس سے مدد مانگنی جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:-

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ کہ اے نبی! تو اُن لوگوں کو سنانے والا نہیں ہے جو قبروں میں ہیں۔ اس آیت میں کفار کو قبروں والوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور مراد یہ ہے کہ جس طرح قبروں والے نبی کی بات نہیں سن سکتے اسی طرح یہ کافر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو نہیں سنتے۔ یہ آیت اس بات پر نصِ قطعی ہے کہ کوئی انسان قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں کو براہِ راست اپنی بات نہیں سنا سکتا۔

ہم اپنی بات کسی شخص کو دو طریق سے سنا سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ ہمارے پاس موجود ہو اور اتنا قریب ہو کہ ہماری بات اس کے کانوں تک پہنچ سکتی ہو۔ دوم اگر وہ دور ہو تو پھر اس کو بات سنانے کے لئے ہوا کے علاوہ کسی اور واسطہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ دور کے لوگوں کو ہم ٹیلیفون کے واسطہ سے اپنی بات سنا سکتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی، رسول یا اولیاء وفات کے بعد ہمارے پاس حاضر و ناظر اور موجود ہوتے ہیں یا نہیں؟ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ ہمارے قریب موجود نہیں ہوتے بلکہ ہر شخص عالَمِ برزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ پس اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ہم نبیوں اور ولیوں کو اپنی بات سنا سکتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ حاضر و ناظر ہیں چونکہ حاضر و ناظر ہونا صرف خدا تعالیٰ کی صفت ہے اسلئے یہ عقیدہ مشرکانہ ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ خواب یا کشف میں انسان کی برزخ میں رہنے والے نبیوں اور ولیوں سے ملاقات ہو تو اس صورت میں وہ انہیں اپنی بات سنا سکتا ہے۔ جب اس کے بغیر انسان براہِ راست انہیں اپنی آواز نہیں سنا سکتا تو پھر ان سے مدد مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

قبروں پر السلام علیکم کہنا مسنون طریقِ دعا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ضرور مُردے ہماری دعا یا سلام کو سنتے بھی ہیں۔ یہ نیک لوگوں کا ایک حق ہے جو ہم ادا کرتے ہیں۔

جس طرح کہ نیک لوگوں کا جنازہ پڑھنا ہم پر ایک حق ہے۔

بے شک بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ مُردے تمہاری جوتیوں کی آواز سُنتے ہیں معلوم ہوتا ہے یہ حدیث تازہ مُردوں کے متعلق ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ تازہ نعش میں کچھ نہ کچھ حواس باقی ہوتے ہیں یا پھر خدا واسطہ بنتا ہے کہ عالمِ برزخ میں مرنے والوں کی روحوں تک یہ آواز پہنچا دے تا انہیں محسوس ہو کہ ہمارے لواحقین ہماری قبر پہ دعا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ قبر پہ جا کر ہم مُردوں سے گفتگو کر سکتے ہیں اور وہ ہماری باتیں سُنتے ہیں اور مدد دے سکتے ہیں۔

جو نیک لوگ مدفون ہیں ہم دعا کے ذریعہ ان کی مدد کر سکتے ہیں لیکن ان کی طرف ہماری بات براہ راست سُن کر ان کا کسی کو مدد دینے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے جس کا اسلام میں کوئی ثبوت نہیں۔

آیت انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً میں بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد قرار دیا گیا ہے مگر مراد اس سے اِہنما ہے۔ کیونکہ جو راستہ سے واقف نہ ہو وہ راہنما نہیں ہو سکتا۔ شاہد کے اس جگہ یہ معنی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور ہماری باتیں سُنتے اور دیکھتے ہیں۔ کیونکہ بخاری شریف کتاب التفسیر میں ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جب کچھ لوگ گرفتار ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ یہ تو میرے دوست تھے اس پر آپ کو جواب دیا جائے گا انّک لا تدری ما احدثوا بعدک انّھم لم یزالو مرتدین علیٰ اعقابھم منذ فارقتھم کہ آپ کو علم نہیں کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا بدعات پیدا کیں۔ یہ تو اپنی ایڑیوں پر پھر گئے تھے۔ یعنی مرتد ہو گئے تھے۔ اس پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں وہی بات کہوں گا جو خدا کے نیک بندے عیسیٰ بن مریم نے کہی کنتُ علیھم شھیداً ما دمتُ فیھم فلمّا توفّیتنی کنتَ انت الرقیب علیھم وانتَ علیٰ کلّ شیءٍ شھید کہ میں ان کا اس وقت تک نگران تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پس جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو ان پر تُو ہی نگران تھا اور تُو تو ہر چیز کا نگران ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں لوگوں کے حالات سُنتے اور دیکھتے تھے لیکن وفات کے بعد نہ لوگوں کے حالات سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ عالمِ برزخ میں یا قیامت کو کسی کے حال سے آپ کو آگاہ کر دے۔

قرآن مجید میں بہت سی آیات میں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرمائی ہے کہ علمِ غیب ذاتی طور پر صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اسلئے انبیاء علیہم السلام کو جو علم بعد وفات حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے ورنہ وہ ذاتی طور پر علمِ غیب نہیں جانتے۔

سورہ فاتحہ میں ہر مومن سے ہر روز اور بار بار ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اقرار لیا جاتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ کہ اے خدا! ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ پس جس طرح اللہ کے غیر کی وہ کوئی ہو عبادت کرنی جائز نہیں اسی طرح اللہ کے غیر سے وہ کوئی ہو مدد طلب کرنا روا نہ [illegible]

احباب جماعت کی توجہ کے لئے

قرآن کریم حفظ کرنے کی ضرورت!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی کتب سے حوالے

(۱) براہین احمدیہ صفحہ ۱ سے

"اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورہ حجر) یعنی اس کتاب کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ رہیں گے۔ سو تیرہ سو برس سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔ اب تک قرآن شریف میں پہلی کتب کی طرح کوئی مشرکانہ تعلیم ملنے نہیں پائی۔ اور آئندہ بھی عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ اس میں کسی نوع کی مشرکانہ تعلیم مخلوط ہو سکے۔ کیونکہ لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں۔ ہزارہا اس کی تفسیریں ہیں۔ پانچ وقت اس کی آیات نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ ہر روز اس کی تلاوت کی جاتی ہے ....."

(۲) شہادت القرآن صفحہ ۴۶ سے

"قرآن کریم بحیثیت ذکر ہونے کے قیامت تک محفوظ رہیگا اور اس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور اس پر ایک اور آیت بھی بیّن قرینہ ہے اور وہ یہ ہے بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ یعنی قرآن کریم آیات بیّنات ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مومنوں کو قرآن کریم کا علم اور نیز اس پر عمل عطا کیا گیا ہے۔ اور جبکہ قرآن کریم کی جگہ مومنوں کے سینے ٹھہرے تو یہ آیت کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ بجز اس کے اور کیا معنی رکھتی ہے کہ قرآن سینوں سے محو نہیں کیا جائے گا۔"

(۳) ایام الصلح صفحہ ۵۵ سے

"سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے (کہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ مناقل) چار قسم کی حفاظت اپنی کلام کی کی۔ اوّل حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا۔ اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کی پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں۔"

(۴) تفسیر کبیر صفحہ ۱۲ سے

(سورہ حجر) "اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ اتفاق ہے؟ کہ قرآن شریف آج تک محفوظ ہے۔ اسلامی تاریخ بتلاتی ہے کہ یہ اتفاق نہیں۔ بلکہ اس کی ظاہری حفاظت الکتاب اور قرآن مبین لکھنے والوں سے ہوتی ہے جن کا ذکر

اس سورۃ کے شروع میں کیا گیا ہے۔ شروع نزول ہی سے اس کی آیات لکھی جانے لگیں اور اس کی حفاظت ہوتی گئی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے ایسے عُشّاق عطا کئے جو اس کے ایک ایک لفظ کو حفظ کرتے اور رات دن خود پڑھتے اور دوسروں کو سُناتے تھے۔"

(۵) تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۵ سے (سورہ حجر) "یہ بھی یاد رہے کہ ایسے آدمیوں کا میسر آنا جو اسے حفظ کرتے اور نمازوں میں پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت میں نہ تھا۔ ان کا پیدا کرنا آپ کے اختیار سے باہر تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون فرمایا کہ ایسے لوگ ہم پیدا کرتے رہیں گے جو اسے حفظ کریں گے۔ آج اس اعلان پر تیرہ سو سال ہو چکے ہیں اور قرآن مجید کے کروڑوں حافظ گزر چکے ہیں ......"

"...... اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو اپنے خاص تصرّف سے ایسے الفاظ اور ایسی ترکیب سے نازل فرمایا ہے کہ وہ سہولت سے حفظ ہو جاتا ہے۔"

(۶) تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۲۴ سے (سورہ اعلیٰ) "دوسرا سامان خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کے لئے یہ کیا کہ حُفّاظ و قُرّاء کو پیدا اس کثرت سے ساتھ کر دیا کہ دنیا میں اس کی اور کہیں نظیر نہیں ملتی۔ قرآن کریم پہلی الہامی کتاب نہیں جو دنیا میں نازل ہوئی۔ بلکہ اس سے پہلے اور بھی کئی الہامی کتابیں نازل ہو چکی ہیں مگر کسی ایک کتاب کو بھی یہ بات میسر نہیں آئی کہ اس کے ماننے والوں نے حفظ کیا ہو لیکن قرآن کریم وہ کتاب ہے جس کے لاکھوں حُفّاظ آج بھی دنیا میں موجود ہیں۔"

(۷) تفسیر کبیر صفحہ ۳۲۰ سے (سورہ تطفیف) "قرآن کریم کی خدمت اور اس کی حفاظت ظاہری کا کام حفّاظ اور قرّاء کے سپرد ہے۔ وہ قرآن کریم کے خادم ہیں اور اس کی حفاظت کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ جس طرح مُہر کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کوئی چیز باہر سے اندر داخل نہ ہو اور کوئی چیز اندر سے باہر خارج نہ ہو اسی طرح اس آیت میں بتایا گیا تھا کہ قرآن کریم کی .... خدمت پر ایسے انسان مقرر کئے جائیں گے جو مُشک کی طرح خوشبودار ہوں گے۔ یعنی وہ اعلیٰ درجہ کے نیک، اپنی ذمہ داری کو سمجھنے والے اور قرآن کریم کی حفاظت کا حق ادا کرنیوالے ہوں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ چودہ سو سال گزر چکے ہیں مگر کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوا جس میں حُفّاظ کی ایک بڑی بھاری جماعت دنیا میں موجود نہ ہو۔ اور قرآن کریم کی خدمت نہ کر رہی ہو۔" (مرسلہ جناب قریشی محمد حنیف ...)

بقایا داران الفرقان اپنے بقایاجات
جلد ادا فرما کر ادارہ سے تعاون فرمائیں!
(مینجر)

مدیر "المنبر" کے صریح افتراء کا جواب

{ یہ نوٹ ہم نے ستمبر ۱۹۶۲ء کے الفرقان میں بھی شائع کیا ہے مگر ابھی تک المنبر کے ایڈیٹر صاحب نے نہ حوالہ پیش کیا ہے اور نہ ہی معذرت کی ہے اسلئے اسے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر) }

ڈیلیوڈسک معاند احمدیت ہفت روزہ "المنبر" نے جسے بسا اوقات طوعاً یا دل ناخواستہ جماعت احمدیہ کی قربانیوں کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ سرگودھا کی مسجد احمدیہ کی تعمیر میں مزاحمت کئے جانے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے غلط فیصلہ کرنیوالوں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا ہے نیز اپنے نوٹ میں صریح افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"قادیانی قرآن، حدیث اور اسلامی شریعت کا نام لیکر مسلمانوں کو سید الکونین خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ایسے شخص کو نبی ماننے کی دعوت دیتے ہیں جو نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کی غلامی سے سرکشی اختیار کر چکا اور جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلال (پہلی رات کا چاند) کہا اور اپنے لئے بدر (چودھویں رات کا ماہ کامل) کا لفظ منتخب کیا۔" (۲۰ جولائی ۶۲ء)

ہمیں نہایت افسوس ہے کہ مدیر المنبر نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بارے میں نہایت خطرناک اور صریح افتراء کیا ہے کتنے ظلم کی بات ہے کہ وہ شخص جس کی رگ و پے میں عشق محمدی سرایت کئے ہوئے ہے، جس کی زندگی کا اولین مقصد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا بیان ہے جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم (ازالہ اوہام)

جس مسیح وقت نے لاکھوں انسانوں کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا عاشق و شیدا بنا دیا کہ وہ اپنی جانیں اموال اور اولادیں بھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر رہے ہیں اس سچے عاشق رسول کو المنبر کا ایڈیٹر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے سرکشی کرنے والا قرار دیتا ہے۔ لوگو! کچھ خدا سے ڈرو۔ آخر قیامت میں خدائے عالم الغیب کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ ظالمو! کچھ تو تقویٰ کو مدنظر رکھو۔ اتنا ظلم! اتنی بے انصافی!!

ہم صدہا اقتباسات میں سے اس جگہ صرف ایک اقتباس حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریروں سے نقل کرتے ہیں اور فیصلہ خدا ترس قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اسکے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اسکے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اسکو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اسکی جان گداز ہوئی اسلئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اسکو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور

اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اسکو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اسکو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اسی کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جبتک کہ ہم اسکے مقابل پر کھڑے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶)

خدا ترس انسانو! ان الفاظ کو پھر ایک بار پڑھو اور خدا را بتاؤ کہ کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے "سرکشی" کرنیوالے کا کلام ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آفتاب ہدایت قرار دیکر اپنے آپکو حضور کے نور سے منور ہونیوالا وجود قرار دیتے ہیں۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ہیں اور مسیح موعود اُن سے منور ہونے والا چاند ہے مگر ایڈیٹر المنبر صریح غلط بیانی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ (معاذ اللہ) بانی سلسلہ احمدیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہلال اور اپنے آپکو بدر قرار دیا ہے۔

ہم منتظر ہیں کہ ایڈیٹر المنبر یا تو اپنے اس افتراء کا ثبوت پیش کرے یا خدا ترس لوگوں کی طرح اس غلط بیانی پر معذرت کرے۔

الفرقان کا "عیسائیت نمبر"

اور

پادری عبدالحق سے تحریری مناظرہ

جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ لکھتے ہیں:۔

"الفرقان کا عیسائیت نمبر مل گیا۔ ماشاء اللہ بہت خوب ہے۔ الفرقان کے مختلف نمبر شائع کرکے آپ نے اسلام اور احمدیت کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔ وطن عزیز میں عیسائیوں کے بڑھتے ہوئے بے ثمر پودے کی جڑ پر الفرقان کا یہ نمبر تبر کا حکم رکھتا ہے۔

پادری عبدالحق صاحب کے ساتھ آپکے تحریری مناظرہ کو دیکھنے کا بڑا شوق تھا لیکن پادری صاحب کے پرچے پڑھ کر تو میں حیران ہی رہ گیا۔ اپنے دوسرے پادری بھائیوں کی طرح بڑے غصہ ور آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن "موتوا بغیظکم" کے مصداق ہیں۔ حیرت یہ ہے کہ ایک شریف آدمی تحریر میں بہت محتاط ہوتا ہے لیکن پادری عبدالحق صاحب اس معاملہ میں بے نیاز نظر آتے ہیں اور ابھی انکا لیول ان کا غصہ فرو نہیں ہوا لہذا مغلظات بکنے کیلئے زبانی مناظرہ کا چیلنج بھی دیتے ہیں! یہ ہیں وہ مسیحی پادری جنکی زبانیں یہ کہتے کہتے خشک ہوتی جا رہی ہیں کہ انجیل کی تعلیم ہے کہ "تو غصہ نہ کر" پادری صاحب نے اپنے پرچوں میں غصہ کا بیجا کا مظاہرہ کرکے ثابت کر دیا ہے کہ انجیلی تعلیم ناقابل عمل ہے لیکن آپ نے باوجود انکے حد درجہ اشتعال دلانے کے "الکاظمین الغیظ" کی بابرکت اور پاکیزہ تعلیم پر عمل کرکے قرآن مجید کی برتری ثابت کر دی ہے فجزاک اللہ۔ بلاشبہ آپنے اسے آپکو پادری صاحب کے مقابلہ میں اس شعر کا مصداق بنالیا ہے:

ان کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصے پہ پیار آتا ہے!"

الفرقان کے خاص معاونین

مندرجہ ذیل احباب نے دس دس سالہ خریداری منظور فرما کر رسالہ کی خاص اعانت فرمائی ہے اُن کے لئے درخواست دعا ہے۔ جزاھم اللہ خیراً۔

(ایڈیٹر)

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔ اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم۔ اے
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے خانا
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب سلیقہ آفیسر دار الرحمت

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر
- جناب سید شہامت علی صاحب ساہنہ رتن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیس ”
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر حسطر دین صاحب
- جناب مولوی بدر الدین صاحب فاضل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید الرحمٰن صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خان صاحب مولوی فاضل
- جناب حافظ مبارک عمر خان صاحب ولد احمد علی خان صاحب چنیوٹ۔

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۵ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ بس لمیٹڈ سرگودھا۔
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائی کورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی۔
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور پریکٹر ٹرانسپورٹ۔
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو سروس
- جناب چوہدری محمد نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خان صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مرزا رشید احمد صاحب ایس۔ ڈی۔ او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن۔
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس یو شیخ صاحب کوثر مینجنگ ڈائریکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے ایل بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب ”
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان مزنگ آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب حافظ صاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب تاجر مرحوم۔

- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب ماڈل پارک
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب کمانڈر لاہور چھاؤنی۔
- جناب عبد الرشید صاحب افریقی مسعود بلڈنگ۔
- جناب چوہدری منور لطف اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ سمن آباد۔
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔ اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا۔

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب صدر۔
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ۔
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر
- جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
- جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
- جناب محمد یونس صاحب فسٹ روق سیٹلائٹ ٹاؤن۔
- جناب محی الدین صاحب بابا ریڈ روڈ
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈھوک کھبہ روڈ۔
- جناب کیپٹن اے ریونرٹیڈ احمد صاحب
- جناب سید منظور علی صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن
- جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
- جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے
- جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب خاکی بی۔ اے
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی و جناب عبد السلام صاحب بھٹی آف نیروبی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب موٹر موڈرن لمیٹڈ۔
- جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی صاحب رئیس جلیل ملتان ضلع ملتان
- جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورتین
- جناب عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس بورے والہ
- جناب محمد نعیم، محمد وسیم، محمد سلیم صاحبان دنیاپور۔
- جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم۔ اے
- جناب شیخ محمد اسلم، محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیاپور
- جناب چوہدری منظور احمد خان صاحب حرم گیٹ ملتان
- جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اومیگا ریڈیو کمپنی۔
- جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی دنیاپور
- جناب سیٹھ اللہ دتا صاحب حسین آگاہی
- جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیئر بہاول خانہ۔
- جناب شیخ عبد الغفور صاحب پٹواری نہر ماہی سیال۔

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آف دانابادی منڈی مرید کے۔
- جناب ڈاکٹر قمر الدین صاحب آف ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبد الرحمٰن صاحب شاکر مینجر سنگر مشین کمپنی۔
- جناب میاں برکت علی، غلام احمد صاحبان وزیرآباد۔
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ
- جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب تھانہ بازار
- جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب ہاگورا وزیرآباد
- جناب چوہدری اقبال احمد صاحب انسپکٹر ریلوے۔
- جناب سید ستار سعید صاحب اکال گڑھ
- جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر وزیرآباد
- جناب میاں محمد خان اکبر علی صاحبان وزیرآباد۔
- جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد۔
- جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ وزیرآباد۔
- جناب میاں قمر الدین صاحب کھوکھر حکیم گوجرانوالہ۔
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
- جناب چوہدری عزیز اللہ خان صاحب

ضلع جہلم

- جناب سیٹھی عبد الحی صاحب مین بازار

ضلع گجرات

- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ۔
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب منڈی بہاؤالدین۔
- جناب میرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال
- جناب حوالدار مبارک احمد صاحب کھاریاں

ضلع سیالکوٹ

- جناب چوہدری ملک نذیر احمد صاحب باجوہ نائب امیر جماعت احمدیہ۔
- جناب حکیم سید میر احمد شاہ صاحب
- جناب چوہدری عبد الستار صاحب گاتو الی
- جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹلی نیناں

• جناب میاں سلطان احمد خاں صاحب
منڈیکے گورائیہ۔
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہدپور
• جناب چوہدری حاجی سیف اللہ خاں صاحب
• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
• جناب آغا عبدالمجید خاں صاحب گجرات

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب سید جناح روڈ
• جناب شیخ عبدالاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب
• جناب ماسٹر عبدالکریم صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• جناب محمد عبدالحق صاحب جنید مشین کلیاں والی
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب محمد خان عبدالوحید خان صاحب
قلات کوئٹی کمپنی۔
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الرحمن خان صاحب منصفی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

• جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
• جناب نصیر احمد خان صاحب ناصر خانپور

• جناب حاجی عبدالرحمن صاحب ...
• جناب محمد عبداللہ صاحب ر ر
• جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤالدین
• جناب چوہدری عطاء محمد صاحب گوٹھ امام بخش
• جناب چوہدری عبید اللہ صاحب
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
• جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد بگانی
• جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ فرح آباد
• جناب ڈاکٹر نظیر محمد صاحب
• جناب شیخ عبدالحمید صاحب بدین
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب
دریا خان مری
• جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
• جناب شیخ محمد دین صاحب مرحوم
• جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
پریذیڈنٹ نواب شاہ
• جناب چوہدری سچے خاں صاحب
گوٹھ سچے خاں۔
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
گوٹھ غلام رسول۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب صدیقی
میرپور خاص۔
• جناب ابو عبدالغفار صاحب
رسالہ روڈ حیدرآباد۔

• جناب چوہدری شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین۔
• جناب فضل الرحمن خاں صاحب
انڈس ٹیکسٹائل ملز حیدرآباد۔
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت رحیم یار خان۔
• جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد۔
• جناب حاجی قمرالدین صاحب گوٹھ قمر آباد۔
• جناب چوہدری رشید احمد صاحب
کرونڈی۔
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
ڈیرہ نواب صاحب۔

بہاولپور

• جناب عزیز محمد خان صاحب بہاولپور
• جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب اختر

کراچی

• جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب مرزا محمد بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ملک مبارک احمد صاحب
• جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب مٹی والے
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب
فردوس کالونی۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
• جناب میاں عطاء الرحمن صاحب طاہر

• جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب خورشید
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی۔
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ
بیگم ایم۔ اے ارشاد صاحب۔
• جناب عبدالرزاق صاحب مہتہ
پیر الہی بخش کالونی۔
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے
• جناب مولوی صلاح الدین احمد صاحب
• محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر صلاح الدین احمد صاحب
• جناب میجر محمد عبداللہ صاحب مہار
• جناب ملک رشید احمد صاحب
بندر روڈ
• جناب چوہدری محمد اسمعیل صاحب
• جناب چوہدری شاہ نواز صاحب
شاہ نواز لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد بخش صاحب
مجز المختار لمیٹڈ۔
• جناب چوہدری احمد خان صاحب اکبر منزل۔
• جناب میجر عبداللطیف صاحب ایڈووکیٹ
• جناب چوہدری شریف احمد صاحب ڈی ایچ۔
• جناب عبدالرحیم صاحب ہوٹل مارٹن روڈ
• جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
کراچی۔

بہاولپور

• جناب چوہدری غلام قادر صاحب کمیشن ایجنٹ۔
• جناب چوہدری علم الدین صاحب کمیشن ایجنٹ ہارون آباد۔
• جناب مولوی محمد شاہ صاحب دکاندار چک 166/7-R۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک 103/6-R۔
• جناب چوہدری عبد العزیز صاحب باجوہ ہارون آباد۔

پشاور

• جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد۔
• جناب نوابزادہ محمد امین خان صاحب جنوں شہر۔

لائل پور

• جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق فرصیانوی جڑانوالہ۔
• جناب شیخ الحاج عبد اللطیف صاحب
• جناب بابا نا محمد نعیم صاحب ولد رانا چراغ دین صاحب چک ۲۹۳ گ۔ب۔

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب شیخ محمد صاحب سکول ریالہ اسٹیٹ

• جناب مرزا امیر محمد خان صاحب قیصرانی ضلع ڈیرہ غازی خان۔
• جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور۔
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب کیمبل پور۔

مشرقی پاکستان

• جناب ایس ایم حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ۔
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ۔
• جناب مولوی ابو الخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب دلی۔ پی۔ ایچ نارائن گنج
• جناب شیخ عبد الحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری سیف اللہ خان صاحب سیٹھی
• جناب ملا محمد کریم صاحب ڈھاکہ۔
• جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج۔
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ۔
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج۔
• جناب مسٹر ظفر احمد صاحب ایند کمپنی ڈھاکہ۔
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ

• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب چٹاگانگ
• جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ۔
• محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ سعدی صاحب چٹاگانگ

بھارت

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولانا بشیر احمد صاحب امیر جماعت کلکتہ
• جناب میاں محمد حسین صاحب کلکتہ۔
• جناب فضل احمد صاحب اسپرٹنڈنٹ پٹنہ
• جناب کمال الدین صاحب مدراس۔
• جناب محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی ایل ایل بی۔ حیدر آباد دکن۔
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدر آباد دکن۔
• جناب صدیق امیر علی صاحب مالابار۔
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدر آباد دکن
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ۔ ضلع محبوب نگر۔
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب کلکتہ

لندن

• جناب چوہدری عبد الرحمٰن خان صاحب مولوی فاضل۔

دیگر ممالک

• جناب صالح الشیبی المہدی صاحب سورابایا انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ النعیم صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب۔
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی کماسی غانا
• جناب مسٹر محمد ناظم خان صاحب غوری مشرقی افریقہ۔
• جناب ایم۔ اے ظفر صاحب ایم۔ بی بی ایس طابورہ ٹانگانیکا۔
• جناب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روز ہل۔ ماریشس۔
• جناب چوہدری عبد الستار صاحب کویت
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب کویت۔
• جناب سید عبد الرحمٰن صاحب امریکہ۔
• احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا بذریعہ جناب مولوی رشید الدین صاحب۔
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور ملایا

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل سے آگاہ فرما دیں۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز۔

نمبر ۱۶۴۲۷ میں اللہ داد ولد میاں مولا بخش قوم کھوکھر پیشہ دکانداری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن جھنگ صدر ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت مبلغ تین ہزار روپیہ نقدی ہے۔ مگر گذارہ اس وقت میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد اور آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد اللہ داد بقلم خود ۱۲/۶۱ گواہ شد علاؤالدین برادر خورد اللہ داد مذکور گواہ شد علی محمد سیکرٹری مال انجمن احمدیہ جھنگ صدر

نمبر ۱۶۴۳۰ میں محمد منیر ولد مستری محمد الدین قوم راجپوت پیشہ زمیندارہ عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک 55/7-R ڈاکخانہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں — میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ سالانہ آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ زمیندارہ کاشت کاری مبلغ دو صد روپیہ ہے میں تا زیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط راقم الحروف محروم محمد شریف برادر حقیقی موصی مذکور۔ العبد محمد منیر ولد محمد الدین چک 55/7-R منڈی ہارون آباد ضلع بہاولنگر۔ گواہ شد محمد الدین ولد چراغ الدین پریذیڈنٹ چک 55/7-R ڈاکخانہ ہارون آباد ضلع بہاولنگر نشان انگوٹھا گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ربوہ

نمبر ۱۶۴۵۸ محمد رمضان شائق ولد ولی محمد مرحوم قوم الائیں پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرے والد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ ان کے حصہ کی زمین جو کہ نصیر پور خورد ڈاکخانہ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال میں واقع ہے۔ جو کہ ان کے حصہ کی زمین دس ایکڑ ہے۔ وہ ابھی میرے دادا صاحب کے نام ہے۔ اگر میرے والد صاحب مرحوم کا حصہ مجھے ملا (دس ایکڑ میں خاکسار اور خاکسار کی دو ہمشیرہ بھی حصہ دار ہیں۔) تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں مجھے پینسٹھ روپے تنخواہ ملتی ہے میں اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں جمع کراتا رہوں گا یعنی جو بھی مجھے آمد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ نیز اگر میرے مرنے پر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی نیز اگر میرے مرنے پر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ والسلام محمد رمضان شائق ولد ولی محمد مرحوم مددگار کارکن دفتر بیت المال ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد مسعود احمد سیکرٹری مال حلقہ دارالصدر شرقی ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد عنایت اللہ کارکن نظارت بیت المال ربوہ۔

نمبر ۱۶۴۲۸ میں فضل الرحمن طاہر ولد قاضی عبدالرحمن صاحب قوم قریشی پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ دارالصدر شرقی کوارٹرز ۲۱ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم جنوری سن باسٹھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت سکنی اراضی قریباً ۸ مرلے محلہ دارالنصر میں ہے۔ جو میرے والد صاحب کی طرف سے ملی ہے۔ جس کی قیمت اندازاً ۲۰۰۰ روپیہ ہوگی میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ لیکن میں اس وقت گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ سیالکوٹ (الیکٹریکل انجینئرنگ کلاس سیکنڈ ایئر ڈپلومہ) میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ میرا گذارہ ماہوار جیب خرچ پر ہے جو مجھے والد صاحب کی طرف سے ملتا ہے۔ اور جو اس وقت ۵/- روپے ماہوار ہے میں اپنی زندگی میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد فضل الرحمن طاہر ابن قاضی عبدالرحمن صاحب گواہ شد قاضی عبدالرحمن سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ گواہ شد نذیر احمد اٹھوال محلہ دارالصدر شرقی۔ کوارٹر ۲۱ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ —

II year Elect Tech. Gov Tec Inst SIALKOT

نمبر ۱۶۴۳۱ میں ملک نیاز احمد ولد ملک الٰہی بخش صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۵ء ساکن 217 B کیمپ نمبر ۲ P.A.F ماری پوری کراچی ۱۴ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ جنوری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ میرا ایک مشترکہ باغ دو بیگہ زمین موضع سیوٹا پور ضلع مظفرگڑھ میں واقع ہے۔ جس میں میرا حصہ ۱/۴ ہے۔ اس زمین کی قیمت دو سو روپیہ

فی بیگھ ہے اور اس کی سالانہ آمد جو میرے حصہ کی ہے۔ وہ مبلغ ایک روپیہ ہوتی ہے
۲/۳ میں نے ایک مشترکہ زرعی زمین ۲۷ بیگھ موضع سلطان کھر تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ
میں مبلغ ۵٬۲۲۵/۰۰ روپیہ میں خریدی ہے۔ جس میں ہم تین بھائی حصہ دار ہیں۔ یعنی
اس میں میرا حصہ ۱/۳ ہے۔ اس زمین میں سے ابھی کوئی آمد نہیں ہوئی کیونکہ یہ حال ہی
میں خرید کی گئی ہے۔ جو آمد ہوگی اطلاع کردوں گا۔ میں مندرجہ بالا جائداد میں سے
اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔
اس کے علاوہ میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مع الاؤنس
۳۸۰/ روپے اور پنشن ۲۰/ روپے ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار
آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا
رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس
کارپرداز کو دیتا رہوں۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے
بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن
احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر
لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی
فقط ۱۳ جنوری ۱۹۶۲ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نیاز احمد
بقلم خود گواہ شد غلام احمد فرخ مربی سلسلہ احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین
مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

نمبر ۱۶۶۳۲ میں سلیم الدین عباسی ولد ماسٹر امین الدین عباسی صاحب
قوم عباسی پیشہ طالب علمی عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۵۲۵
رنچھوڑ لائنز سوتار اسٹریٹ کراچی نمبر ۱ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ
۲۴ مارچ ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی
نہیں ہے۔ میں تعلیم حاصل کرتا ہوں۔ اور مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے
مبلغ پانچ روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد
کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا
اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو
دیتا رہونگا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری
جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم
یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی فقط ۲۴
مارچ ۱۹۶۱ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد سلیم الدین عباسی
گواہ شد امین الدین عباسی والد موصی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین [illegible] سیکرٹری
وصایا احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کراچی۔

نمبر [illegible] میں غلام [illegible] ولد مولا بخش صاحب قوم [illegible] پیشہ

تجارت عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت بذریعہ خط ۱۹۰۶ء دستی ۱۹۱۶ء ساکن
محلہ دارالیمن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج
بتاریخ ۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائداد
کوئی نہیں۔ قادیان دارالامان میں ایک مکان واقعہ دارالرحمت تھا۔ جس کا رقبہ
دس مرلہ تھی۔ اس میں ہم پانچ بھائی حصہ دار ہیں۔ منقولہ جائداد میں میرے پاس ایک
گھوڑا ہے جس کی قیمت اس وقت مبلغ ۲۰۰/- روپیہ ہے۔ میرا گذارہ اس گھوڑے
کے ذریعہ باہر سے غلہ وغیرہ لاکر فروخت کرنے کی تجارت پر ہے جو اس وقت
ماہوار آمد قریباً چالیس روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی۔ اور گھوڑے
کی قیمت کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔
نیز میرے مرنے کے وقت جو میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ ہوگی۔ اس کے
۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مالک ہوگی۔ العبد غلام محمد
محلہ دارالیمن ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد مبارک احمد پسر موصی گواہ شد
قاضی محمد منیر صدر محلہ دارالیمن ربوہ ۲۸/۵/۶۲

نمبر ۱۶۶۳۵ میں مرزا نعیم احمد ولد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
صاحب قوم مغل پیشہ کارکن تحریک عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن
ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا
جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گذارہ ماہوار آمد
پر ہے۔ جو اس وقت ۱۵۰/ روپے صرف ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار
آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ داخل خزانہ صدر
انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو
اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت
حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی
مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع
العلیم۔ العبد مرزا نعیم احمد۔ دارالصدر ربوہ گواہ شد شبیر احمد ولد حافظ
عبدالعزیز وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ گواہ شد مرزا محمد یعقوب
واقف زندگی تحریک جدید ربوہ ۳/۶/۶۲

نمبر ۱۶۶۳۷ سعید احمد ایاز ولد احمد دین قوم راجپوت
پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۰۳ء محلہ جنڈانوالہ
سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ اگست
۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میرے نام پر ذاتی علیحدہ
جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ البتہ مشترکہ جائداد بصورت ایک مکان رہائشی محلہ
جنڈانوالہ اور پلاٹ زمین سفید۔ محلہ رام تلائی سیالکوٹ ہے اس کی تقسیم
ہونے پر اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں
میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۱۶۵/ روپے ہے میں تازیست
اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

پاکستان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ العبد سعید احمد مجاز بقلم خود حال ۱۴۳/۸ سمن آباد لاہور گواہ شد۔ چوہدری غلام احمد سیکرٹری وصایا حلقہ اسلامیہ پارک لاہور گواہ شد۔ نصیر الحق خان احمدی ۱۴۶/۸ سمن آباد لاہور۔

نمبر ۱۶۶۳۸ میں سمیع اللہ ولد چوہدری حاکم علی صاحب مرحوم قوم وڑائچ پیشہ تعلیم عمر تقریباً ۱۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۹ پنیار ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا صوبہ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی نہری گیارہ گھماؤں واقع چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا میں مالیتی بائیس ہزار روپے جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری والدہ کی طرف سے مجھے مبلغ پچیس ۲۵/- روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا العبد سمیع اللہ بقلم خود۔ گواہ شد ظفر اللہ ولد چوہدری حاکم علی صاحب مرحوم سکنہ چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا۔ گواہ شد حمید اللہ ولد چوہدری حاکم علی چک ۹ پنیار ضلع سرگودھا۔

نمبر ۱۶۶۳۹ میں چوہدری مختار احمد ولد چوہدری محمد بخش صاحب مرحوم قوم جٹ پیشہ محنت مزدوری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حال چک ۵۵/ایم-بی ڈاکخانہ خوشاب ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری زمین اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میرے پاس صرف ایک بھینس ہے جس کی قیمت اندازاً ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ اور ایک دیسی سیکنڈ ہینڈ سائیکل ہے جس کی قیمت اندازاً ۱۰۰/- روپیہ ہے۔ میری متفرق آمدنی ماہوار ۴۰/- روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اس کے علاوہ میری کوئی جائداد و آمد نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ میری زندگی میں کوئی جائداد عطاء فرمائے یا ماہوار زائد آمد کی صورت پیدا کرے تو اس کی صورت پیدا کرے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان بہشتی مقبرہ ربوہ کو کرتا رہوں گا انشاءاللہ اور اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی میرے مرنے پر جو میرا مزید ترکہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میں اپنی زندگی میں جو رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں داخل کرا کر رسید حاصل کروں وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد مختار احمد بقلم خود چک ۵۵ تحصیل خوشاب حال خوشاب ضلع سرگودھا ۶/۴/۶۲ گواہ شد محمد اسماعیل وائس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خوشاب۔ گواہ شد چوہدری عبدالکریم شاہد کاٹھ گڑھی مربی سلسلہ عالیہ ضلع سرگودھا

نمبر ۱۶۶۴۰ میں چوہدری سیف الرحمٰن خان شہزادہ کاٹھ گڑھی ولد چوہدری عبدالحق خان صاحب کاٹھ گڑھی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ۲/ٹی-ڈی-اے ڈاکخانہ ۲/ٹی-ڈی-اے براستہ مٹھہ ٹوانہ ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ بروز جمعہ ۳/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد و ماہوار آمد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ مغربی پاکستان کرتا ہوں۔ مجھے پندرہ ایکڑ اراضی گورنمنٹ کی طرف سے آبادکاری شرائط کے تحت چک ۲/ٹی-ڈی-اے تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں الاٹ ہے جس کے ابھی تک حقوق مالکانہ حاصل نہیں ہوئے (ویسے امید ہے انشاءاللہ تعالیٰ مقررہ میعاد گذر جانے پر حقوق ملکیت مل جائیں گے) اس زمین سے چھ کنال وقف جدید کی تحریک کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ دو کنال سڑک میں آگئی ہے باقی چودہ ایکڑ کی پیداوار خاکسار کے حصہ میں آتی ہے۔ اس اراضی کی قیمت گورنمنٹ کی مقررہ قیمت (بحساب ۱۵۰ روپیہ فی ایکڑ) ۲۱۰۰/- روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں جب تک اس زمین کے حقوق مالکانہ حاصل نہیں ہوجاتے اس وقت تک زمین کی پیداوار کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہوں گا انشاءاللہ علاوہ ازیں میں ایک پرائیویٹ ملازمت کرتا ہوں جس سے مجھے ماہوار ۷۰/- روپے ملتے ہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں جب تک ملازمت رہے گی اس وقت تک انشاءاللہ تعالیٰ باقاعدہ ماہوار حسب شرح چندہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی مزید جائداد یا مزید آمدن پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میرے مرنے پر وصیت کردہ جائداد کے علاوہ جو مزید ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ مغربی پاکستان ہوگی میں اپنی زندگی میں جو رقم حصہ وصیت میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرا کر رسید حاصل کروں وہ حصہ وصیت سے منہا کردی جائے گی ربنا تقبل منا

انک انت السمیع العلیم ۔ خاکسار طالب دعا سیف الرحمٰن بقلم خود چک ۲/۲۰۶ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا۔ گواہ شد چوہدری عبدالکریم خان شاہد کاٹھ گڑھی مربی سلسلہ احمدیہ ضلع سرگودھا گواہ ثانی ناصر احمد سیالکوٹی معلم وقف جدید گواہ ثابت عبدالعزیز خان کاٹھ گڑھی زعیم انصار اللہ چک ۲/۲۰۶ ضلع سرگودھا

نمبر ۱۶۶۴۳ میں عبدالکریم ولد میاں شہاب الدین صاحب قوم شیخ پیشہ ٹیلر ماسٹر عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اگر کسی وقت کوئی جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی مگر میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت مبلغ تیس /۳۰ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد عبدالکریم ٹیلر ماسٹر گولبازار ربوہ گواہ شد عبدالعزیز دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ گواہ شد عبدالرحیم مبر گلہ دار ایمن ربوہ۔

نمبر ۱۶۶۴۴ میں فضل الدین ولد میاں کھیوا قوم ہجرا پیشہ ... عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۷ء ساکن حافظ آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد صرف ایک مکان واقع حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ مالیتی /۲۰۰۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ /۱۵ روپے ماہوار آمد بطور جیب خرچ بچوں کی طرف سے ہے میری رہائش اور خوراک کا خرچ بچوں کے ذمہ ہے میں اس جائداد اور ماہوار آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ مکان کی قیمت کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۲۰۰ روپے مقامی جماعت میں نقد ادا کر دیا ہے۔ العبد فضل الدین۔ گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر۔ گواہ شد غلام احمد ولد نور علی پنشنر نویسی محکمہ نہر امام الصلوٰۃ جماعت احمدیہ حافظ آباد

نمبر ۱۶۶۴۶ میں محمد ارشاد اللہ ولد چوہدری سردار خان صاحب قوم جٹ پیشہ آنریری معلم وقف جدید عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن موہن کے ڈاکخانہ خاص براستہ اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ رفروری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں نے اپنی زندگی آنریری طور پر یعنی بلا الاؤنس وقف کی ہوئی ہے۔ اور میرے والد صاحب محترم بقید حیات ہیں اس لئے سردست کوئی جائداد بھی نہیں سردست بطور جیب خرچ کے تیس روپے تقریباً ملتے ہیں۔ ان میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بنام صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے نام کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو بھی میں آمد پیدا کروں یا کوئی جائداد پیدا کروں (منقولہ یا غیر منقولہ) یا میرے مرنے کے بعد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد ارشاد چٹھہ آنریری معلم وقف جدید ولد چوہدری سردار خان صاحب بمقام موہن کے براستہ اکال گڑھ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد عنایت اللہ انسپکٹر خدام الاحمدیہ ربوہ موصی ۱۰۷۸۹ گواہ شد خاکسار سردار خان احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موہن کے ضلع گوجرانوالہ۔

نمبر ۱۶۶۴۷ میں جمال الدین ولد مہتاں قوم گوجر پیشہ زمیندارہ عمر تقریباً ۷۵ سال تاریخ بیعت فصل ۱۹۲۶ء ساکن گولالی پور چک ۴۲ ڈاکخانہ جھلاں ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ رفروری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے۔ اور میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ یعنی بمقام چک ۴۲ ج ب گولالی پور ضلع لائلپور مربع نمبر ۶۲ کا کیلا نمبر ۶ کا ۱/۲ حصہ اور کیلا نمبر ۷، ۱۵ سالم جس کی موجودہ وقت میں اندازاً قیمت کل مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت سے منہا کی جائیگی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت بخشے آمین۔ العبد جمال دین ولد مہتاں ساکن گولالی پور چک ۴۲ ج ب ضلع لائلپور گواہ شد سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل مربی سلسلہ جماعت احمدیہ لائلپور۔ گواہ شد غلام رسول ولد کالا ساکن گولالی پور چک ۴۲ ج ب تحصیل و ضلع لائلپور۔

نمبر ۱۶۶۴۸ میں محمد اسحاق ولد منشی محمد دین صاحب قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بشیر آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع حیدرآباد صوبہ (سندھ) مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں صرف میں بطور مزارعہ بشیر آباد اسٹیٹ میں کام کرتا ہوں۔ جس سے مجھے پندرہ سو روپیہ صرف اندازاً سالانہ آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی سالانہ آمد جو بھی ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو۔

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد محمد اسحاق بشیر آباد اسٹیٹ۔ گواہ شد پیر محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بشیر آباد اسٹیٹ گواہ شد محمد موسیٰ بشیر آباد اسٹیٹ۔

نمبر ۱۶۶۴۹ میں محمد شاہ ولد سائیں اللہ دتہ قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۷ء ساکن احمد آباد ڈاکخانہ بنا سرروڈ ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا گذارہ صرف ملازمت پر ہے۔ جو کہ مستقل نہیں ہے۔ لہذا اس وقت میری تنخواہ مبلغ ۶۵/- روپے اور ایک من گندم ہے جو کہ مبلغ ۸۰/- روپے ماہوار بنتی ہے۔ میں اس ماہوار آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں جو کہ میں ہمیشہ ماہوار آمدنی پیدا کرتا رہونگا نیز اس کے علاوہ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو وہ سب صدر انجمن احمدیہ کا حق تصور کیا جائے گا جس پر میرے کسی رشتہ دار یا عزیز کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ العبد سائیں شاہ ولد اللہ دتہ شاہ گواہ شد احسان اللہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ احمد آباد اسٹیٹ گواہ شد الراقم محمود احمد سیکرٹری وصایا احمد آباد اسٹیٹ ۱۰/۳/۶۲

نمبر ۱۶۶۵۰ میں نصیر احمد ولد محمد رشید صاحب قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۵ء ساکن بدوملہی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار زندہ ہیں۔ اور گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ زرگری مبلغ یکصد روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ اس ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط رقم الحروف محمد رشید والد موصی مذکور۔ العبد نصیر احمد ولد رشید زرگری بدوملہی ضلع سیالکوٹ گواہ شد میاں دین ولد محمد حسین سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت ربوہ۔

نمبر ۱۶۶۵۱ میں عبد الغنی ولد عمر الدین قوم بٹ پیشہ دکانداری عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بدوملہی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ اس کی قیمت مبلغ ۱۰۰۸/- روپے ہے۔ جو میری ملکیت ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں نیز اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت بذریعہ دکانداری پر چون ۶۰/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو۔ ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا فقط الراقم الحروف عبد الغنی بٹ ولد عمر الدین بدوملہی۔ العبد عبد الغنی بٹ ولد عمر الدین ریل بازار بدوملہی ضلع سیالکوٹ گواہ شد محمد شفیع ولد عمر الدین شادیوال ضلع گجرات حال وارد گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا دفتر وصیت ۹/۴/۶۲

نمبر ۱۶۶۵۲ میں مرزا اسلم بیگ ولد مرزا معظم بیگ قوم مغل برلاس پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کوئٹہ ۳-۱۲/۲۰ بیٹ روڈ ڈاکخانہ کوئٹہ ضلع کوئٹہ پشین ضلع بلوچستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں ملازمت کرتا تھا۔ جس سے حال ہی میں ریٹائر ہوگیا ہوں۔ ۱۶ جولائی ۱۹۶۲ء تک رخصت پر ہوں۔ جس کی تنخواہ ۱۰۵/- روپے ماہوار کے حساب سے حاصل کرچکا ہوں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس رخصت کے اختتام پر میری ماہوار پنشن مقرر ہوگی جس کا ابھی تعین نہیں ہوا کہ کتنی ہوگی اس کی اطلاع بعد میں مقرر ہونے پر مجلس کارپرداز کو دے دونگا اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اس کے علاوہ آئندہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں یا کوئی اور میری آمد ہوئی تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی مرزا اسلم بیگ بقلم خود ۳-۱۲/۲۰ بیٹ روڈ کوئٹہ۔ گواہ شد مرزا معظم بیگ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ۳-۱۲/۲۰ پاٹ روڈ کوئٹہ گواہ شد عبد الرحمٰن خان وصیت ۱۵۶۵۷ مکان نمبر ۷/۳۹ اسلام آباد کوئٹہ۔

نمبر ۱۶۶۵۳ میں رفیق اللہ بٹ ولد محمد عبد اللہ صاحب بٹ قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر بائیس سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن

احمد نگر ڈاکخانہ خاص احمد نگر ضلع جھنگ صوبہ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{۱}{۶۲}$ ۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اس وقت ماہوار تنخواہ مبلغ ۹۰/- روپیہ ہے ۔ میں اس کے $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے ۔ نیز اگر کوئی مزید آمد ہوگی تو اس کے بھی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی وصیت کرتا ہوں گا ۔ میری وفات کے وقت اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ خاکسار رفیق اللہ بٹ ولد محمد عبداللہ بٹ احمد نگر ضلع جھنگ ۔ گواہ شد نور احمد سپرنٹنڈنٹ دفتر خزانہ $\frac{۱}{۶۲}$ ۳۰ گواہ محمد عثمان شاہ نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ احمد نگر ضلع جھنگ $\frac{۱}{۶۲}$ ۳۰ ۔

نمبر ۱۶۷۵۶ میں غلام نبی قمر ولد میاں دین محمد صاحب قوم سیال پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گنج مغلپورہ لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{۶}{۶۲}$ ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۱۷۰/- ماہوار ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا ۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ راقم الحروف ملک منور احمد جاوید وصیت نمبر ۱۵۵۷ نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور $\frac{۶}{۶۲}$ ۲۴ ۔ العبد غلام نبی قمر ولد میاں دین محمد ساکن ناگوالہ ڈاکخانہ خاص تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ حال وارد گنج مغلپورہ لاہور ۔ گواہ شد اختر غلام رسول ولد چوہدری اللہ دتہ نائب صدر جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ گواہ شد سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ مرحوم انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت

نمبر ۱۶۷۶۶ میں عبدالمجید ولد چوہدری عبدالرؤف صاحب قوم زمیندار پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{۶}{۶۲}$ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے ۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے ۔ جو اس وقت بذریعہ ملازمت ۱۶۵/۷۵ روپے ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو ہوگی اس کے $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ العبد عبدالمجید ولد چوہدری عبدالرؤف ماسٹر علی بھٹہ سٹریٹ پورہ حیراں سیالکوٹ دوسرا پتہ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائر سیکنڈری سکول گھٹیالیاں براستہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ گواہ شد ناصر احمد پال مجلس خدام الاحمدیہ شہر سیالکوٹ گواہ شد قاسم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

نمبر ۱۶۷۶۸ میں فیروز دین ولد خیر الدین قوم جٹ گل پیشہ ملازمت عمر چھتیس سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۴۸ء ساکن شیخ بستی اوکاڑہ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ جولائی ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے ۔ جو اس وقت ۶۰/- روپے ماہوار ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا ۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو ۔ اس کے $\frac{۱}{۱۰}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ دستخط العبد فیروز دین ساکن شیخ بستی گلی نمبر ا اوکاڑہ ضلع منٹگمری گواہ شد حاکم علی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری گواہ شد نور الدین بقلم خود ساکن اوکاڑہ ڈی بلاک ضلع منٹگمری ۔

نمبر ۱۶۶۷۴ میں خیر الدین ولد علی محمد قوم بٹ پیشہ چوکیدارہ عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن دارالصدر ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ مئی حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری وصیت یہ ہے ایک مکان جو فروخت کر چکا ہوں اس کی قیمت مبلغ ۱۰۰۰ روپے میری امانت فنڈ جمع ہے ۔ دوسرے میں چوکیداری کا پچاس روپیہ ماہوار پر ملازم ہوں ۔ اپنی جائداد مبلغ چار صد روپیہ کے $\frac{۱}{۹}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اسی طرح اپنی آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{۱}{۹}$ حصہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں ۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے $\frac{۱}{۹}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی ۔ العبد خیر الدین بٹ کا انگوٹھا ۔ گواہ مرزا محمد حسین چیچی مسیح دارالصدر ربوہ گواہ شد اللہ بخش سیکرٹری امور عامہ دارالصدر غربی ربوہ

نمبر ۱۶۶۸۵ محمد حنیف ولد چوہدری مہر بخش صاحب قوم جٹ ساہی پیشہ زمیندارہ عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء ساکن چک $\frac{۳۵۴}{ج ب}$ قادر آباد ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{۳}{۶۲}$ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ چھ کیلہ زمین زرعی واقع چک $\frac{۳۵۴}{ج ب}$ قادر آباد لائلپور ہے

جس کی قیمت اس وقت -/١٢٠٠ روپے فی کیلہ کے حساب سے -/١٢٠٠ روپے ہے۔ میں اس کے ١/١٠ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میری کوئی آمدنی ہوئی تو اس کا ١/١٠ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میری کوئی آمدنی ہوئی تو اس کے بھی ١/١٠ حصہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو ادا کرتا رہوں گا۔ مجھے اس زمین سے سالانہ آمدنی قریباً -/٦٠٠ روپے ہوتی ہے۔ میری وفات کے وقت اگر کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت ١/١٠ حصہ کی حاوی ہوگی۔ العبد محمد حنیف چک ٣٥٤ ج ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور۔ گواہ شد شفیق احمد ولد چوہدری محمد حنیف پسر مومن۔ گواہ شد مظفر احمد ولد محمد حنیف پسر مومن۔ گواہ شد محمد امین شاہ معلم اصلاح ارشاد مقامی ولد سید ولایت شاہ۔

نمبر 16686 میں محمد صادق ولد سردار محمد قوم جٹ پیشہ زمیندار عمر ٣٠ سال تاریخ بیعت اپریل ١٩٦٠ء ساکن چک ١٩٢ مراد ڈاکخانہ حاصل پور ضلع بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ١٤/٦/٦١ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ گیارہ ایکڑ اراضی چک ١٩٢ مراد تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں واقع ہے اور اس وقت اس کی بازاری قیمت مبلغ -/١٢٠٠ روپے فی ایکڑ ہے۔ اور اس طرح کل گیارہ ایکڑ کی قیمت مبلغ -/١٣٢٠٠ روپے بنتی ہے۔ میں بلا جبر واکراہ بقائمی ہوش وحواس اس جائداد کے ١/١٠ حصہ (مبلغ -/١٣٢٠ روپے) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں نیز اگر اور کوئی ذریعہ آمد کا پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میرے مرنے کے بعد علاوہ ازیں کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ١/١٠ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی نیز اپنی زندگی میں اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد محمد صادق بقلم خود گواہ شد غلام قادر بقلم خود احمدی مقیم چک مراد ١٩٢ مراد گواہ شد نشان انگوٹھا اللہ بخش پریذیڈنٹ جماعت ہذا راقم الحروف سعید احمد غازی معلم وقف جدید۔

نمبر 16687 میں محمد یعقوب ولد سردار محمد قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ٣٥ سال تاریخ بیعت اگست ١٩٥٥ء ساکن ١٩٢ مراد ڈاکخانہ حاصل پور ضلع بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ١٤/٦/٦١ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے گیارہ ایکڑ اراضی جو کہ چک ١٩٢ مراد تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں واقع ہے۔ اور اس وقت اس کی بازاری قیمت مبلغ -/١٢٠٠ روپیہ فی ایکڑ ہے۔ اور اس طرح کل گیارہ ایکڑ کی قیمت مبلغ -/١٣٢٠٠ روپے بنتی ہے۔ میں بلا جبر واکراہ بقائمی ہوش وحواس اس جائداد کے ١/١٠ حصہ مبلغ -/١٣٢٠ روپے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ نیز اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں یا کوئی اور ذریعہ آمد کا پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اگر میرے مرنے کے بعد علاوہ ازیں کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ١/١٠ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نشان انگوٹھا محمد یعقوب ولد سردار محمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ مجلس ہذا۔ گواہ شد غلام قادر بقلم خود احمدی مقیم چک ١٩٢ مراد۔ گواہ شد نشان انگوٹھا۔ چوہدری اللہ بخش پریذیڈنٹ جماعت ہذا۔ راقم الحروف سعید احمد غازی معلم وقف جدید۔

نمبر 16688 میں برکت علی ولد نتھو قوم ارائیں پیشہ زمیندار عمر ٥٠ سال تاریخ بیعت اگست ١٩٥٧ء ساکن چک ١٩٢ مراد ڈاکخانہ حاصل پور ضلع بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ١٤/٦/٦١ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ دس کنال اراضی چک ٣٨٢ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور میں ہے اور بارہ کنال اراضی خیرپور تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں ہے۔ علاوہ ازیں تین بکریاں بقیمت مبلغ -/٢٠٠ روپے میرے پاس ہیں۔ مذکورہ بالا دس کنال کی انتہائی بازاری قیمت -/٨٠٠ روپے ہے اور مذکورہ بالا ١٢ کنال کی انتہائی بازاری قیمت مبلغ -/١٠٠٠ روپے ہے۔ میں اس کے ١/١٠ حصہ مبلغ -/٢٠٠ روپے کی بلا جبر واکراہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں اور عنقریب دو اقساط پر انشاء اللہ العزیز اس کی ادائیگی کر دوں گا۔ اور علاوہ ازیں اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کا بھی حصہ وصیت ١/١٠ ادا کروں گا یا کوئی اور آمد کا ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ١/١٠ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد برکت علی ولد نتھو۔ گواہ شد غلام قادر بقلم خود احمدی مقیم چک ہذا ١٩٢ مراد گواہ شد نشان انگوٹھا چوہدری اللہ بخش پریذیڈنٹ جماعت ہذا۔

نمبر 16689 میں اللہ دتہ ولد لال الدین قوم جٹ پیشہ زمیندار عمر ٤١ تاریخ بیعت اگست ١٩٥٦ء ساکن ١٩٢ مراد ڈاکخانہ حاصل پور ضلع بہاولپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ١٤/٦/٦١ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت مندرجہ ذیل جائداد ہے۔ ١۔ چھ ایکڑ اراضی چک ٣١١ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور میں ہے۔ ٢۔ نیز چار ایکڑ اراضی بیان چک ١٩٢ مراد تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں ہے۔ ٣۔ اور چار ایکڑ اراضی چک ١٩٠ مراد تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں ہے۔ مندرجہ بالا چھ ایکڑ کی قیمت -/٩٠٠٠ روپے بحساب -/١٥٠٠ روپے فی ایکڑ اور دوسرے چار ایکڑ کی بازاری قیمت بھی -/٦٠٠٠ ہے بحساب -/١٥٠٠ روپے فی ایکڑ اور تیسرے چار ایکڑ کی بازاری قیمت بھی -/٤٠٠٠ روپے فی ایکڑ۔ میں اس مذکورہ بالا اراضی جو کہ کل مالیتی -/١٩٠٠٠ روپے ہے کا ١/١٠ حصہ مبلغ -/١٩٠٠ روپے کی وصیت بلا جبر واکراہ بقائمی ہوش وحواس بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں نیز علاوہ ازیں اگر کوئی جائداد

پیدا کردوں یا کوئی اور آمد کا ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نشان انگوٹھا اللہ دتہ ولد لال دین۔ گواہ شد غلام قادر بقلم خود احمدی مقیم ۱۹۲/مراد گواہ نشان انگوٹھا چوہدری اللہ بخش صاحب پریذیڈنٹ جماعت ہذا گواہ شد غلام قادر بقلم خود احمدی مقیم ۱۹۲/مراد راقم الحروف سعید احمد غازی معلم وقف جدید۔

نمبر ۱۶۶۹۰ میں محمد شریف ولد نواب الدین صاحب قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۶۰ء ساکن چک ۱۹۲/مراد ڈاکخانہ ماصل پور ضلع بہاولپور بقائمی ہوش حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۶/۶۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت مندرجہ ذیل جائداد ہے۔

چار ایکڑ اراضی واقع چک ۱۹۲/مراد تحصیل ماصل پور ضلع بہاولپور میں ہے۔ اور اس کی اس وقت بازاری قیمت ۱۲۰۰/- روپے فی ایکڑ ہے۔ جو کل چار ایکڑ کی قیمت مبلغ ۴۸۰۰/- روپے ہے کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ ۴۸۰/- روپے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان بلا جبر واکراہ کرتا ہوں اور علاوہ ازیں کوئی جائداد اپنی زندگی میں پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد نشان انگوٹھا محمد شریف ولد نواب الدین گواہ شد غلام قادر بقلم خود احمدی مقیم چک ہذا ۱۹۲/مراد گواہ شد نشان انگوٹھا چوہدری اللہ بخش پریذیڈنٹ جماعت ہذا۔ راقم الحروف سعید احمد غازی معلم وقف جدید۔

نمبر ۱۶۶۹۱ میں عبدالغنی ولد چوہدری نواب علی قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۴۱ ساکن ہجرا ضلع گجرات حال کویت ڈاکخانہ چک منجوں ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو مبلغ ۱۵۰۰/- پندرہ صد روپے ماہانہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط والسلام العبد عبدالغنی۔ ولد چوہدری نواب علی بمقام ہجرا ڈاکخانہ چک منجوں ضلع گجرات حال عبدالغنی مغربی پاکستان ۱۷۸۹ ٹیلیفون نورتھ کویت آئل کمپنی لمیٹڈ احمدی ۲۹ کویت عربیہ گواہ شد مسعود احمد ابن پیر ضیاء احمد ہاشمی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کویت

گواہ شد فخر الدین ابن میاں خیر الدین صاحب مرحوم آف دارالصدر آباد سال احمد نگر ربوہ ضلع جھنگ۔

نمبر ۱۶۷۴۳ رشید احمد چوہدری ولد چوہدری فضل الٰہی قوم راجپوت پیشہ وکالت عمر ۴۰ سال اندازاً تاریخ بیعت پیدائشی ساکن مکان نمبر ۲۰ ہوتو سنگھ روڈ سنت نگر لاہور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۵/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میری اوسط ماہوار آمد ان دنوں چھ سے پانچ صد روپیہ ہے یہ آمد حالات کے مطابق گھٹ بھی سکتی ہے۔ اور بڑھ بھی سکتی ہے۔ میں بہرحال اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ ۲۔ میرے والد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بقیہ حیات ہیں ان کی وفات پر اگر کوئی جائداد میرے حصہ میں آئی یا اگر کوئی جائداد میں نے خود پیدا کی تو اس کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو کر دوں گا۔ اور اس جائداد پر بھی دسویں حصہ کی وصیت کا اطلاق ہوگا۔ ۳۔ نیز میرے فوت ہونے پر اگر کوئی دیگر جائداد میری ملکیت ثابت ہو تو اس کے دسویں حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ مالک ہوگی۔ رشید احمد چوہدری ایڈووکیٹ لاہور گواہ شد عبداللطیف سنگوہی سیکرٹری مال حلقہ سنت نگر ۱۷-۱ ارجن روڈ لاہور گواہ شد چراغ الدین صدر حلقہ مکان نمبر ۱ ادم سٹریٹ نمبر ۲۰ سنت نگر لاہور۔ گواہ شد الرحمت اللہ انسپکٹر تحریک جدید ربوہ

نمبر ۱۶۷۵۲ میں عنایت اللہ ولد گھسیٹے خان قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت نومبر ۱۹۶۱ء ساکن مالوکے بھگت ڈاکخانہ قلعہ سوبھا سنگھ ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶/۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے ۱۔ اراضی زرعی ۱۶ بیگہ مالیتی ۶۴۰۰/- ۲۔ ایک مکان خام مالیتی ۱۰۰۰/- روپے ۲۵۰/- جس میں میرا حصہ ۱/۴ ہے کل میزان ۶۶۵۰/- میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا مجھے کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد عنایت اللہ ولد گھسیٹے خان قوم جٹ سکنہ مالوکے بھگت ضلع سیالکوٹ

گواہ شد محمد یوسف ولد عبداللہ خان موصی ۴۴۶۴ سیکرٹری مال انجمن احمدیہ گواہ شد فیض عالم ولد شہاب الدین قوم جٹ پریذیڈنٹ جماعت مالوکے بھگت ضلع سیالکوٹ۔

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفردوس"

۸۵ - انارکلی - لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نورِ کاجل

- آنکھوں کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، بھینی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقت ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔

قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ۔

دماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک۔ دماغی محنت کرنیوالے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح کثرتِ کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دل و دماغ کمزور ہو گئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ہو گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو اُن کیلئے نعمتِ غیر مترقبہ ہیں۔ ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ ایک دوپہر ایک شام ہمراہ آب۔

قیمت فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے۔

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ۔ گولبازار ربوہ

(طابع و ناشر - ابوالعطاء جالندھری ۰ مطبع - ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۰ مقامِ اشاعت - دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

کسرِ صلیب کی مُنہ بولتی شہادت

پادری عبدالحق صاحب سے

تحریری مناظرہ

(۱) محترم جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل اپنے تبصرہ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"یہ خوبصورت کتاب درسی کتابی سائز کے تقریباً ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں عیسائی مناظر پادری عبدالحق صاحب اور مولانا ابوالعطاء صاحب کے مابین جو خط و کتابت عیسائیت کے بنیادی عقیدہ الوہیت مسیح پر مباحثہ کے طور پر ہوئی ہے درج کی گئی ہے۔ اس خط و کتابت میں سب سے پہلی بات جو مطالعہ کنندہ کو کھٹکتی ہے وہ پادری صاحب کا سوقیانہ اندازِ گفتگو ہے۔ پادری صاحب خود تو ہر قسم کے بیجا الفاظ استعمال کرنے کو اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن جب جواب میں نہایت نرم الفاظ میں آپکو اہلِ علم کی طرف توجہ دلائی گئی تو آپ روٹھ بیٹھے اور مناظرہ ہی ختم کر دیا۔ جہاں تک علم کا تعلق ہے پادری صاحب فرسودہ پیچیدہ منطقی اصطلاحات اس کثرت سے استعمال کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کے کچھ پلے نہیں پڑتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پادری صاحب نفسِ مسئلہ کی بجائے اپنے کتابی علم کے اظہار پر تلے ہوئے ہیں اس کے مقابلہ میں مولانا کا اندازِ بیان نہایت سلیس قابلِ فہم ہے۔ کتاب ہذا ہر احمدی اور غیر احمدی مسلمان کیلئے عیسائیوں کے مقابلہ میں ایک نہایت مؤثر دستاویز ہے۔"

(۲) فاضل عیسائیت جناب شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری لاہور سے لکھتے ہیں :-

"تحریری مناظرہ پڑھ رہا ہوں۔ اچھوتے مضامین نہایت عمدگی سے سموئے گئے ہیں۔ مباحثہ مصر کے بعد یہ مباحثہ بھی کسرِ صلیب کی مُنہ بولتی شہادت ہے۔"

نوٹ :- تحریری مناظرہ ۸ر - مباحثہ مصر دس آنے علاوہ محصولڈاک ۔

ملنے کا پتہ :- مکتبہ الفرقان - ربوہ